هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

(جز ۹، رکوع ۱۴)

یہ روشن دلیلیں ہیں تمہارے پروردگار کی طرف سے اور ہدایت و رحمت ہے مومنوں کے لئے

الحمدُ للہ وَالمِنَّة

جواہر التّصدیق

مولفہ

حضرت بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ

مترجم

......﴿ باہتمام ﴾......

دار الاشاعت کتب سلف الصالحین

المعروف بہ جمعیۃ مہدویہ۔ دائرہ زمستان پور مشیر آباد، حیدر آباد، دکن

۱۳۸۴ہجری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

التماس

مصدقانِ حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود آخرالزماں خلیفۃ الرحمان خاتم ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس ہے کہ امام علیہ السلام کے گروہ مبارک میں فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے اور نفل نمازیں مجلسوں اور مسجدوں میں پڑھنے کا طریقہ نہیں ہے اس پر مخالفانِ مہدی علیہ السلام اعتراض کرتے تھے اور امام علیہ السلام کی مہدیت کے ثبوت میں بحث و مباحثہ ہوا کرتا تھا ان امور کے مدنظر حضرت بندگی میاں شیخ مصطفٰی رحمتہ اللہ علیہ نے عنوانات متذکرہ کے متعلق احادیث اور رسول علیہ السلام، تفاسیر قرآن اور اقوال سلف پیش فرما کر کافی اور شافی بحث فرمائی ہے اور اس رسالہ کا نام جواہر التصدیق رکھا ہے اس رسالہ کو پڑھنے والے کیلئے اس قدر مواد موجود ہے کہ پھر کسی کتاب کے مطالعہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی واضح ہو کہ حضرت بندگی میاں شیخ مصطفٰیؒ کے کتب خانہ کا اصل رسالہ محمد سلطان خاں صاحب سوداگر چاند پول بازار شہر جے پورے کے ذریعہ دستیاب ہوا اس سے یہ نقل کر کے اس کا ترجمہ کیا گیا فقط۔

از

احقر دلاور

............☆☆☆............

جواہرالتَّصدیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے پالنے والا عالمین کا اور آخرت کی بھلائی متقین کیلئے ہے اور درود وسلام اللہ کے رسول محمد اور آپ کے تمام آل واصحابؓ پر لیکن حمد وصلوٰۃ کے بعد یہ رسالہ مہدی علیہ السلام کی مہدیت کے ثبوت میں ہے جو معتبر کتابوں سے لکھا گیا ہے تا کہ اس کو دیکھنے والوں کے لئے نصیحت ہو اور اس کے معنے میں غور کرنے والوں کے لئے تشفی ہو اور اس پر اعتقاد رکھنے والوں کے لئے تسلی ہو اللہ مدد چاہا ہوا ہے۔ بیشک وہی قبول کرنے کے قابل ہے۔ اور جس چیز کو چاہتا ہے اس پر قادر ہے۔ تفسیر تاویلات کی عبارتیں جن میں مہدی علیہ السلام کا ذکر ہے اولاً **الم ذالک الکتاب** ہے اس کے معنے یہ ہیں وہی وہ کتاب ہے جس کا وعدہ کیا گیا ہے یعنی تمام مشارالیہ کی مجموعی صورت کتاب جفر وجامعہ سے جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو ہر چیز پر شامل ہے اس طرح کہ وہ کتاب اس مہدیؑ کے ساتھ ہوگی جو آخر زمانہ میں آئیں گے اور اس کتاب کی قرأت کا حق جیسا کہ وہ حقیقت میں ہے مہدیؑ ہی ادا کریں گے۔ جفر لوح قضا کو کہتے ہیں جو عقل کل ہے اور جامعہ لوح قدر کو کہتے ہیں جو نفس کل ہے پس کتاب جفر وجامعہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ دونوں گذشتہ اور آئندہ ہونے والی باتوں پر شامل ہے جیسے کہ تم کہتے ہو سورۂ بقر اور سورۂ نمل (اسی طرح الٓم بھی ہے) **لاریب فیہ** اس کے یہ معنی ہیں کہ تحقیق کے وقت میں اس کے حق ہونے میں کچھ شک نہیں اور ایک معنی الٓم کے قسم کے بھی نکلتے ہیں اس وقت یہ معنی ہوں گے قسم ہے اس حق کی جو کل ہونے کی حیثیت سے کل ہے ضرور اس کتاب موعود کا بیان کرنے والے ہیں جس کا وعدہ انبیاء علیہم السلام کی زبانوں پر کیا گیا ہے اور انبیاءؑ کی کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس کتاب موعود کو مہدی موعود لائے گا جیسا کہ عیسیٰؑ نے فرمایا کہ ہم تنزیل (الفاظ) لاتے ہیں۔ اب رہی تاویل (معنی) سو اس کو فارقلیط (مہدی موعودؑ) لائے گا۔ دوم تفسیر تاویلات القرآن سورۂ بقر میں جز اول کے ثلث کے قریب لکھا ہے آیت ہٰذا **وقالت الیھود الآیۃ** یہود نے کہا نصاریٰ کسی چیز پر نہیں ہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ یہود کسی چیز پر نہیں ہیں کے تحت مرقوم ہے یہ اس لئے کہا کہ اُن کا دین ان کے دین کا پردہ بن گیا تھا (اُن کے دین حق بندہ کو بندہ بولنے پر ان کے دین ناحق بندہ کو خدا کا بیٹا بولنے کا (پردہ بن گیا تھا) اور اسی طرح نصاریٰ نے کہا اس لئے کہ ان کے ظاہر پر ان کے باطن کا پردہ پڑ گیا تھا جیسا کہ آج بھی مسلمانوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں حالانکہ وہ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور قران میں ان پردوں کو اٹھانے کی ہدایت موجود ہے اور ہر دین ومذہب کی حقیقت دیکھنے اور اہل مذاہب نے حق کو باطل سے جو ملا دیا ہے اس کو پرکھنے کے ذرائع موجود ہیں اور یہ سب اپنے اپنے معتقدات کے موافق عبادت کر رہے

ہیں پس ان لوگوں میں کہ علم ہے نہ کتاب اور ان لوگوں میں کیا فرق ہے یہ بھی مشرکین کی طرح ہوگئے اور مشرکین کی جیسی باتیں کرنے لگے ہیں بلکہ مشرکین قابل عذر ہیں کیونکہ ان کے سامنے صرف عقلی حجت پیش کرنا پڑتا ہے اور اور اہل کتاب عقل وشرع کی حجت دیئے گئے ہیں پس اللہ ہی قیامت کے دن ان کا فیصلہ کرے گا ان کے اختلافات کا جس روز کہ قیامت کبریٰ قائم ہوجائے گی اور وحدت ذاتیہ کا ظہور حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے خروج کے زمانے میں ہے اور ایک حدیث میں ایسی عبارت ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ اپنے بندوں کے سامنے ان کے متقدات کے موافق تجلی کرے گا پس وہ اس کو پہچان لیں گے پھر اس صورت سے دوسری صورت میں آئے گا تو وہ انکار کرنے لگیں گے۔ اور اس وقت یہ سب گمراہ اور محجوب ہوجائیں گے سوائے ان لوگوں کے جن کو خدا نے ہدایت پر رکھنا چاہا یہی لوگ موحد ہوں گے جو کسی باطل اعتقاد کی صورت سے مقید نہ ہوں گے۔

سوم سورۂ اعراج میں تفسیر تاویلات میں آیت ہذا **ان ربکم الآیۃ** (بیشک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا چھے دن میں) کے تحت (مفسر نے لکھا ہے کہ) یہاں آسمانوں سے مراد ارواح اور زمین سے مراد اجساد ہے اور چھ دن سے مراد چھے ہزار برس ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وان یوما الآیۃ** (اے محمدؐ ایک دن تیرے رب کے پاس ایک ہزار برس کے برابر ہے جو تم گنتے ہو) یعنی آدمؑ کی پیدائش سے لیکر محمد ﷺ کے زمانہ تک) چھے دن یعنی چھے ہزار برس کی مدت ہے) کیونکہ خلق کے معنے خلقیت کے مظاہرہ میں حقیقت کا پوشیدہ رہنا ہے اور یہ مدت دور خفا کے آغاز سے ختم نبوت اور ظہور ولایت کا زمانہ شمار کی جاتی ہے جیسا کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ بیشک زمانہ گردش کھایا اس دن کی ہیئت کے مانند جس میں اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا کیونکہ مخلوق کو پوشیدہ رکھنے کی ابتداء ظہور کی انتہا ہے اور جب ظہور کے بعد خفا ختم ہوگئی تو پھر اول خلق کی طرف لوٹی جیسا کہ گذرا اور ظہور کی تمامیت مہدی موعود علیہ السلام کے ظہور سے سات دنوں کی تکمیل میں ہوگی اسی وجہ سے رسول ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی مدت سات ہزات برس ہے۔

چہارم تفسیر تاویلات میں سورۂ ابراہیم میں آیت ہذا **وبرزو اللّٰہ جمیعا** (وہ سب اللہ کے سامنے ظاہر ہوں گے) کے تحت لکھا ہے کہ اسکے یہ معنی ہیں کہ مخلوق کے تین ظہور میں ایک ظہور قیامت صغریٰ کے وقت جسد کی موت کی وجہ سے ہوگا اور ہر ایک کا ظہور اس کے جسد کے حجاب سے نکل کر میدان حساب و جزاء میں آنے کا ہوگا اور ایک ظہور قیامت وسطیٰ میں آنے کا ہوگا جو صفات نفس کے حجاب سے نکل کر موت ارادی سے ہوگا اور میدان دل سے نکل کر فطرت کے میدان میں آنے کا ہوگا اور ایک ظہور قیامت کبریٰ میں آنے کا ہے یعنے انانیت کے حجاب سے نکل کر وحد حقیقیہ کی فضا میں آنے کا ہے اس کو فنا ر محض کہتے ہیں یہ وہی ظہور ہے جس کی طرف اللہ کے قول میں اشارہ کیا گیا ہے **برزو اللّٰہ الواحد القھار** (وہ ظاہر ہوں

گے اللہ واحد قہار کے سامنے) اوراس قیامت کے لوگ ایسے ہوں گے کہ خدا ان کو بالکل بحالت ظہور دیکھے گا۔ ان کی کوئی بات اللہ کے سامنے مخفی نہ رہے گی۔ لیکن اس قیامت کا ظہور سب کے لئے ہے اور یہ سب اللہ کے سامنے ظاہر ہوں گے کمزوروں اور مغروروں کی گفتگو ہوگی یہ ظہور مہدی قایم بالحق کے وجود سے ہوگا جو اہل جنت اور اہل دوزخ کے درمیان فرق کریگا جس وقت کہ اللہ کا فیصلہ نیک بختوں کی نجات اور بدبختوں کی ہلاکت کے متعلق ہوگا۔

پنجم تفسیر تاویلات القرآن میں سورۂ نحل کے شروع میں فرمان خداﺍتیٰ امر اللہ (آیا امر اللہ) کے تحت مرقوم ہے چونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اہل قیامت کبریٰ سے ہیں اس لئے آپ اس کا اوراس کے احوال کا مشاہدہ عین[1] الجمع میں کریں گے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مبعوث کیا گیا ہوں اور قیامت مانندان دو کے اور اشارہ کیا کلمہ کی انگلی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اللہ نے مہدی موعودؑ کے شہود کی خبر دی اپنے قول اتیٰ امر اللہ میں کیونکہ ظہور قیامت تفصیلی ہوگا۔ اس حیثیت سے کہ ہر ایک کے سامنے قیامت کا ظہور ہوگا تو وہ نہ ہوگا سوائے وجود مہدی کے۔

ششم تفسیر تاویلات قرآن میں سورۂ بنی اسرائیل میں تحت آیت قولہ تعالیٰ عسیٰ ان یبعثک الأیة (قریب ہے کہ پہنچا دیگا تیرا رب مقام محمود میں) یعنی ایک ایسے مقام میں کہ جس کی حمد سب پر واجب ہے اور وہ مقام ظہور مہدیؑ کے ساتھ ختم ولایت کا مقام ہے کیونکہ خاتم نبوت مقام محمود میں خاتم نبوت ہونے کی جہت سے ایک وجہ سے ہے اور دوسری وجہ خاتم ولایت ہونے کی ہے اوس وجہ سے وہ مقام حامدیت میں ہے، جب ختم ولایت کی تکمیل ہوجائے گی تو وہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) ہر وجہ سے مقام محمود میں ہوں گے۔

ہفتم تفسیر تاویلات القرآن میں سورۂ سجدہ کے شروع میں تحت آیت قولہ تعالیٰ اللہ الذی الأیة (جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے (سب کو) چھے دن میں بہ سبب پوشیدہ ہونے اس کے (خدا کے) اون میں الٰہی چھے دنوں میں جو آدمؑ سے لے کر دور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک دور خفا ہے پھر عرش پر مسلط ہوگیا یعنے عرش سے مراد قلبِ محمدیؐ ہے کیونکہ اس کا (خدا کا) ظہور اس اخیر دن میں ہے جو ان تمام دنوں کا مجموعہ ہے اس دن اپنے جمیع صفات کے ساتھ تجلی کریگا کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ سورج جب خط استویٰ پر آتا ہے تو اس کی چمک کے کمال ظہور کا وقت ہوتا ہے اور اس کی شعاعیں اچھی طرح پھیل جاتی ہیں اسی وجہ سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ابتداء ساعت میں مبعوث ہوا ہوں۔ چونکہ آپ کی بعثت صبح ساعت کا طلوع ہے اور اس روز کے دن کا درمیانی حصہ ظہور مہدی علیہ السلام کا وقت ہے۔

---

[1] عین الجمع یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کو مہدیِ موعودؑ کی ذات سے الگ نہیں سمجھیں گے۔

ہشتم تفسیر تاویلات میں آخر سورۂ سجدہ میں قول اللہ تعالیٰ **فلا تکن فی مریة من لقائہٖ** کے معنے تو اس کی ملاقات سے شک میں مت رہ کے تحت لکھا ہے یہ مقام مقامِ سر سے ترقی کا مقام ہے جو مناجات کا مقام ہے اور اس مقام کا سلسلہ مقام روح سے ملتا ہے جس کو وادی مقدس کہتے ہیں اور وہی فتح مطلق کا دن ہے وہ دن قیامت کبریٰ کا دن ہے جو ظہور مہدیؑ کے ساتھ ہوگا۔ وہ دن ایسا دن ہوگا کہ اس دن جن کے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اگر وہ ایمان لائیں گے تو ان کا ایمان کوئی نفع نہ دیگا کیوں کہ ان کا ایمان لسانی ہوگا اور عذاب سے ان کو نہیں بچا سکے گا۔

نہم تفسیر تاویلات القرآن میں سورۂ سبا کے آخر میں تحت آیت قولہ تعالیٰ **وما کان له علیهم من سلطان** (اور ابلیس کا اون پر کچھ زور نہ تھا) یعنے ہم نے اس کو ان پر مسلط نہیں کیا مگر ہمارے ظہور علم کے باعث علماء محققین مخلصین کے مظاہر میں اور اُن علماء کو ہم نے ممتاز کیا ان لوگوں سے جن کے دلوں پر پردے پڑے ہوئے تھے اور شک میں تھے کیونکہ جو آدمی مستعد اور توفیق یافتہ ہو اور جس کا دل صاف ہو تو اسکے علم کا چشمہ اس کے استعداد کے مقام سے پھوٹ پڑتا ہے اور شیطان کے وسوسہ کے وقت وہ چشمہ اس کے دل سے بجر تا ہے اور روشن حجتوں کے چراغوں سے اس کو سنگسار کرتا ہے اور آعوذ باللہ کہتا ہوا شیطان کے اغوا انگیز مفسدہ پروازیوں کے ظہور کو ہانک دیتا ہے برخلاف دوسروں کے کہ جن کے دل نفس کے صفات کی وجہ سے کالے ہوجاتے ہیں شیطان کی مکاریاں انکی جہالتوں کے ساتھ مناسب رکھتے ہیں اور قیامت کبریٰ میں ہولناکیاں جمع و فضل کی وجہ سے اور حق گو و باطل گو کے درمیان امتیاز ہوجانے کی وجہ سے اور ظالموں کی باہمی گفتگو کی وجہ سے یہ سب چیزیں ظہور مہدی علیہ السلام کے وقت ظاہر ہوں گی۔

دہم تفسیر تاویلات القرآن میں سورۂ دخان میں تحت آیت **قولہ تعالیٰ یوم بنطش البطشه الآیة** (یاد کر اس دن کو جس دن ہم پکڑیں گے بڑی پکڑ بیشک ہم بدلہ لینے والے ہیں) یعنے شریر لوگوں سے بدلہ لینے والے ہیں جن کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ بدترین لوگ وہ ہیں جن پر قیامت قائم ہوگی اس حال میں کہ وہ زندہ رہیں گے۔ پس یہ شریر لوگ بدتمیز اور فضیلت کی باتوں کی طرف رجوع کرنے سے باز رہیں گے طبعی خواہشات میں منہمک اور اپنی جہالت میں پڑے گھرے رہیں گے ان کی مثال ایک نشہ والے آدمی کی ہوگی جس کی عقل پر خواہش نفسانی کا غلبہ ہو اور ہر طرف سے پردے پڑے ہوئے ہوں اور گمراہی کے آثار اون کے محسوسات سے ظاہر ہوں یہی دردناک عذاب ہے لیکن یہ لوگ **اپنی فرعونیت** میں بیحد منہمک ہونے کی وجہ اور **اپنی شیطنیت** میں قوی الطبع ہونے کے سبب سے اپنی گمراہی کو محسوس نہیں کرتے ہوں گے **جب کبھی قایم بالحق مہدی موحد فناء مطلق کے ذریعہ سے نور ذات کی طرف بلائے گا**۔ جس کو اللہ کے پاس

سے نصرت دی جائے گی بذریعہ وجود کے جو متحقق و موہوب ہوگا اور مہدیؑ ان کو ان کے دلوں پر پڑے ہوئے پردوں سے آگاہ کریں گے تو وہ لوگ انکار اور غرور کریں گے سرکشی اور ظالمانہ حیثیت اختیار کریں گے کیوں کہ یہ لوگ **اپنی ذاتوں پر گھمنڈ** کرتے ہوں گے اور گمراہی میں ثابت قدم رہیں گے حتی کہ جب ارتیاب [1] کی بلا میں مبتلا ہو جائیں گے اور ان کے دلوں پر پڑے ہوئے پردوں کا ان کو یقین ہو جائے گا جس وقت کہ اپنے بُرے انجام کا تعین اور عذاب کا یقین ہو جائے گا اس وقت بلبلاتے ہوئے بولیں گے اے ہمارے رب یہ عذاب ہم سے دور کردے ہم ایمان لاتے ہیں جیسا کہ فرعون لعین نے کہا تھا جس وقت کہ اسکو ڈوبنے کا یقین ہو گیا تھا میں ایمان لاتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی خدا مگر وہی خدا جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اب ایسی حالت میں انکو نصیحت قبول کرنے کا فائدہ کیسے پہنچے گا۔ اور ایمان حقیقی سے وہ کس طرح مستفید ہوں گے انہوں نے تو ایک ثابت شدہ چیز (توحید) کی مخالفت کی تھی اور قائم بالحق (مہدی موعودؑ) سے منھ پھیر لئے۔

یازدھم تفسیر تاویلات القرآن میں سورۂ واقعہ میں زیر آیت **قوله تعالیٰ قليل من الاخرين** پچھلوں میں سے تھوڑے پہلوں میں سے اس امت کے وہ لوگ ہیں جنھوں نے نبی علیہ السلامؐ کو دیکھا اور آپؐ کے زمانہ میں وحی کی تازگی [2] کو پایا اور آپؐ کے اصحابؓ کو دیکھا اور آخریں وہ لوگ ہیں جو نبی علیہ السلامؐ کے ایک زمانۂ دراز کے بعد پیدا ہوئے اس لئے دعوت نبی علیہ السلامؐ کے آخری دور میں ان کے دل سخت ہو گئے اور مہدیِ موعودؑ کے زمانہ میں اکثر ہوں گے کیونکہ سابقین زمانہ مہدی علیہ السلام اصحاب قیامت کبریٰ و اہل کشف و ظہور ہوں گے۔

دوازدہم تفسیر تاویلات القرآن میں سورۂ جمعہ کے آغاز میں تحت قولہ تعالیٰ **اذا نودی الآیة** (جب ندا دی جائے یوم جمعہ کی نماز کے لئے ء) پس اسبوع (ہفتہ کے پورے سات دن ایام الٰہیہ کے مقابلہ میں رکھے گئے ہیں جو دنیا کی مدت ہے اور ہر زمانہ میں لوگوں میں یہ بات مشہور رہی ہے کہ دنیا کی مدت ساتھ ہزار برس ہے اور جمعہ کا دن اللہ کے دنوں میں سے ایک دن ہے بہ سبب قول اللہ تعالیٰ کے کہ ایک دن تیرے رب کے پاس مانند ایک ہزار برس کے ہے اس قبیل سے جو تم گنتی کرتے ہو اور دنیا کی مدت سات ہزار برس ہونے سے ہماری مراد یہ ہے کہ دور خفا کی تمام مدت پہلے نبی آدم علیہ السلام سے لیکر مہدی علیہ السلام تک سات ہزار برس ہیں۔

سیزدہم تفسیر تاویلات القرآن میں آغاز سورۂ **لم یکن الذین کفروا** میں (نہیں تھے وہ جو کافر ہوئے) کے یہ

---

[1] ارتیاب سے مراد قیامت کے دن انسان کی حالت گھبراہٹ کی وجہ سے کہ وہ شک میں پڑ جائے۔

[2] وحی کی تازگی کو پایا یعنے وقتاً فوقتاً جو وحی نازل ہوتی تھی اس سے فائدہ اٹھائے۔

معنی ہیں کہ ان کے دلوں پر پردے پڑ گئے یا تو دین سے اور حق تک پہنچنے کے راستہ سے جیسا کہ اہل کتاب ہیں اور یا حق سے پردے پڑ گئے مانند مشرکین کے منفکین کے معنی یہ ہیں کہ مشرکین علٰحدہ ہونے والے نہ تھے اپنی اس گمراہی سے جس میں وہ مبتلا تھے یہاں تک کہ آیا ان کے پاس بیّنہ یعنے حجت واضحہ جو مطلوب تک پہنچانیوالی تھی یہ اس لئے کہ مختلف فرقے یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے جو اپنی نفسانی خواہشوں اور گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے آپس میں ایک دوسرے سے خصومت اور عناد رکھتے تھے اور ہر گروہ جس روش پر تھا اس کے حق ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور ایک دوسرے کے مذہب کو باطل قرار دیتا تھا اور ہر ایک فرقہ کا اتفاق اس بات پر تھا کہ ہم اپنے مذہب کو نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ وہ نبی ظہور کرے جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور جس کی اتباع پر توریت اور انجیل میں حکم کیا گیا ہے پس ہم نبی موعود کی اتباع کریں گے اور ایک ہی بات پر حق پر رہ کر اتفاق کریں گے جیسا کہ ہم اس وقت متفق ہیں متفرق مذاہب کے متعصب لوگوں کا (بہتر ۷۲ فرقوں کا) حال بھی انہی لوگوں کا حال ہے اور ان کا انتظار آخری زمانہ میں مہدیؑ کے نکلنے کے متعلق اور ان کا وعدہ کرنا مہدیؑ کی اتباع پر اس حال میں کہ وہ ایک بات پر متفق ہیں اور نہیں سمجھتا ہوں میں ان بہتر ۷۲ فرقوں کے) حال کو مگر حال انہی فرقوں کا جو یہود و نصاریٰ اور مشرکین سے مذکور ہوئے اور جب کہ مہدیؑ ظاہر ہو جائیں گے تو اللہ ہم کو مخالفت کے شر سے بچائے پس حکایت کیا اللہ نے ان کے قول کی اور بیان کیا کہ وہ لوگ نہیں متفرق ہوئے قوی طور پر متفرق ہونا اور نہیں سخت ہوا ان کا اختلاف اور ان کی آپس کی دشمنی مگر بعد اس کے کہ آ گیا ان کے پاس بینہ (حجت واضحہ) مہدیؑ کے خروج کے سبب سے کیونکہ ہر فرقہ بلکہ ہر شخص وہم کیا ہوا ہے کہ مہدیؑ اس کی خواہش کے موافق ہوگا اور اس کی رائے کو درست ٹھیرائے گا یہ اس کا وہم کرنا اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنے دین باطل کی وجہ دین حق سے پردہ میں ہے پس جب مہدیؑ اس کے خلاف میں ظاہر ہوگا تو کفر اور اس کا عناد بڑھ جائے گا اس کا کینہ اور حسد سخت ہو جائے گا یہ تمام عبارت جو لکھی گئی ہے تفسیر تاویلات القرآن سے نقل کی گئی ہے جس کو شک ہو اس تفسیر کو دیکھے واللہ اعلم بالصواب۔

مشکوٰۃ میں علامات قیامت کے باب میں ثوبانؓ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھو تم کالی جھنڈیوں کو جو آ چکی ہیں خراسان کی جانب سے تو آ و تم ان جھنڈیوں کے پاس کیونکہ انہی جھنڈیوں میں اللہ کا خلیفہ مہدیؑ ہے روایت کی اس کی احمد اور بیہقی نے دلائل نبوت میں تمام ہوئی حدیث **مرقات الصعو** د شرح سنن ابی داؤد مولفہ جلال الدین کتاب الملاحم میں ہے فرمایا نبی ﷺ نے کہ بیشک اللہ بھیجے گا اس امت کے لئے ہر صدی کے راس پر ایک شخص کو جو تجدید کریگا اس اُمت کیلئے اسکے دین کی اس حدیث کی تصحیح پر حفاظ حدیث نے اتفاق کیا ہے جن میں سے حاکم نے اپنی مستدرک میں اس کو لایا ہے، اور بیہقی نے اپنی کتاب مدخل میں اور ہر صدی کے راس پر تجدید کا سبب یہ ہے کہ ہر صدی کے

راس پر غالباً علماء پست ہوجاتے ہیں اور سنت پرانی پڑجاتی ہے اور بدعتیں ظاہر ہوجاتی ہیں پس ایسی صورت میں تجدید دین کی ضرورت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اخلاف میں ایسے لوگوں کو پیدا کرتا ہے جو سلف کا معاوضہ ہوتے ہیں اسی معنی کی بناء پر آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہوا ہے کہ ہمیشہ ایک جماعت میری اُمت میں سے حق پر ظاہر رہے گی جب تک یہ لوگ دین کو قائم رکھیں کسی کے ساتھ نہ دین سے ان کو کوئی نقصان نہیں پہونچے گا تا آخر اور جبکہ مقرر کردیا امام احمدؒ نے پہلی دوصدیوں میں عمر بن عبدالعزیزؒ اور امام شافعیؒ کو پس بعد والوں نے ان لوگوں کو مقرر کیا جن کا ہم نے ذکر کیا ہے اور سوائے اس کے نہیں ہے کہ مقرر کرنے والے نے ہر صدی کے راس پر حسن ظن کے ساتھ اپنے ہم عصروں سے کسی کو اس کی ذات سے اور اس کی تصانیف سے نفع پہنچنے کے باعث مقرر کیا ہے اور نویں صدی کے راس پر مجدّد مہدیؑ ہوں گے یا عیسیٰؑ ابن مریم ہوں گے تمام ہوا قول مرقات الصعود کا۔

اور یحییٰ ابن عسکر قزوینی سے روایت ہے اور وہ روایت کرتے ہیں خلف بن ولید سے کہ انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابوفضالہ نے روایت سے علی بن زید کی اور وہ روایت سے عبدالرحمٰن ابوبکر کی اور وہ روایت سے عریان کی اور وہ روایت سے عبداللہ عمرو بن عاص کی انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہمارے بعد کسی صدی کے راس پر کوئی سال نہیں آئے گا مگر اس صدی کے راس پر جو سال ہوگا وہ ایک مرد کامل کا سال ہوگا اور دسویں صدی میں میرے بعد مہدیؑ کے سوائے کوئی نہیں ہوگا **حضرت سید محمد گیسودرازؒ کے ملفوظ میں ہیکہ** نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے راس پر ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جو اس کیلئے اس کے دین کو تازہ کریگا اور دسویں صدی میں مہدیؑ کے سوائے مجدد کوئی نہ ہوگا۔ **صحیح مسلم کی شرح میں جس کا نام نووی ہے** کہا ہے کہ مہدیؑ کا ظہور دسویں صدی ہجری میں ہوگا۔ **صاحب تنبیہ التحرز** نے کہا ہے کہ مہدیؑ کی بعثت دسویں صدی ہجری مصطفوی محمدی میں ہوگی **تاریخ طبری عربی میں آخر کتاب میں** کہا ہے کہ مہدیؑ **۹۰۵ھ** میں ظاہر ہوگا۔

عقد الدرر میں محمد بن حنفیہؒ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم علیؑ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے آپ سے مہدیؑ کے ظہور کے متعلق سوال کیا تو حضرت علیؑ نے فرمایا ھیھات ھیھات یعنے دور ہے دور ہے پھر اپنے ہاتھ سے نو کا عقد کیا پس فرمایا کہ وہ (مہدیؑ) آخری زمانہ میں نکلے گا سند سے بیان کیا ہے اس کو حافظ ابوعبداللہ نعیم نے مستدرک میں۔

جامع الصغیر کی شرح میں جس کا نام مناوی ہے باب الف میں اس حدیث میں مذکور ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ بھیجے گا اس اُمت کے لئے ہر صدی کے راس پر ایک شخص کو جو تازہ کرے گا اس کے لئے اس کے دین کو اس حدیث کی

شرح میں شارح نے کہا ہے کہ دسویں صدی میں جو ہوگا وہ سید مہدیؑ ہے **مظہر شرح مصابیح میں ہے کہ** فرمایا نبی ﷺ نے مہدی مرد عزیز ہے اس کو صرف عارف ہی پہچانیں گے۔

فتوحات مکیہ میں باب ۳۶۶ میں حضرت محی الدین ابن عربیؒ نے مہدیؑ کے باب میں فرمایا ہے کہ جب یہ امام نکلیں گے تو خصوصاً فقہا کے سوائے ان کا کھلا دشمن کوئی نہ ہوگا۔ کیوں کہ فقہا کی حکومت باقی نہیں رہے گی اور جب مہدیؑ ان کے مذہب کے خلاف حکم کریں گے تو وہ یہ سمجھیں گے کہ ان کا حکم گمراہی پر مبنی ہے اس وجہ سے کہ فقہا کا اعتقاد یہ ہوگا کہ اجتہاد کا زمانہ ختم ہوگیا ہے اور ان کے ائمہ کے بعد پھر کسی کو اجتہاد کا درجہ نہیں ملے گا۔ اگر مہدی علیہ السلام کے ہاتھ میں اللہ کی تلوار نہ ہوتی تو فقہا ان کے قتل کا فتویٰ دیتے۔ **نیز فتوحات میں ہے کہ** مہدیؑ کے زمانہ میں بہت سے مذہب ہوں گے اور مہدیؑ اجتہاد اور استدلال سے حکم نہیں کریں گے بلکہ مہدیؑ اپنے اس کشف ویقین کے ذریعہ سے حکم کریں گے جو آپؐ کو نبی ﷺ کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہوگا اور فتویٰ مہدیؑ کے قول پر ہوگا۔ **شرح مسلم حنفی میں جس کا نام مدار الفضلا ہے** شیخ نجیب الدین ابو محمد واعظ دہلوی نے فرمایا ہے کہ عیسیٰؑ کے ساتھ مہدیؑ کا جمع ہونا رافضیوں کا عقیدہ ہے۔

شرح مقاصد میں ختم کتاب پر مہدیؑ کے باب میں نقل کئے ہیں کہ علماء کا مذہب یہ ہے کہ مہدیؑ فاطمہؓ کی اولاد سے امام عادل ہے اللہ تعالیٰ اپنے دین کی نصرت کے لئے مہدیؑ کو جب چاہے گا پیدا کرے گا اور مبعوث کریگا۔ شیعوں میں سے امامیہ مذہب کے لوگوں کا زعم یہ ہے کہ محمد بن حسن عسکری دشمنوں کے خوف سے چھپ گئے اور ان کی عمر کی درازی میں کوئی محال لازم نہیں آتا جیسا کہ حضرت نوحؑ اور حضرت لقمانؑ اور حضرت خضرؑ کی عمریں دراز ہیں۔ اس عقیدہ کا انکار باقی تمام فرقوں نے کیا ہے کیونکہ یہ دعویٰ ایک ایسے امر کا دعویٰ ہے جو عقل سے بہت دور ہے کیونکہ اس امت میں اس عمر کے لوگوں کے مانند کوئی اور نہیں دیکھے گئے اور نہ اس پر کوئی دلیل ہے اور نہ کوئی ظن ہے اور نہ رسول ﷺ کی طرف سے کوئی اشارہ ہے کیونکہ اس قدر زمانہ تک امام کا مخلوق سے چھپ کر بیٹھا رہنا اس حیثیت سے کہ سوائے ان کے نام کے کسی اور طرح سے دنیا میں ان کا تاریخی مواد موجود نہ ہو عقل سے بہت بعید بات ہے کیونکہ اس پوشیدگی کے ساتھ دنیا میں ان کا رہنا سوائے عبث کے اور کچھ نہیں کیونکہ امام کی ذات سے مقصود شریعت کو قایم کرنا اور مظلوموں سے ظلم کو دفع کرنا وغیرہ ہوتا ہے۔ **نیز شرح مقاصد میں ہے کہ** یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰؑ مہدیؑ کی اقتدا کریں گے یا مہدیؑ عیسیٰؑ کی اقتدا کریں گے ایک ایسی بات ہے کہ جس پر آج تک کوئی سند نہیں ملی اس لئے ایسی باتوں پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے **سلسلۃ الاختتام** میں لکھا ہے کہ علامہ تفتازانی نے پہلے شرح عقاید میں لکھدیا تھا کہ عیسیٰؑ اور مہدیؑ جمع ہوں گے شرح عقاید لکھنے کے بعد سولہ برس تک تحقیقات کر کے علّامہ نے

شرح مقاصد لکھی اور اپنے پہلے عقیدہ سے رجوع کر کے شرح مقاصد میں یہ لکھا ہے کہ عیسیٰ اور مہدیؑ کے جمع ہونے کا مسئلہ ایسا ہے کہ اس پر کوئی سند نہیں **تفسیر مدارک** میں تلک الرسل کے ثلث کے قریب تحت آیت **اذقال اللّٰہ الایة** (جب کہ کہا اللہ نے اے عیسیٰ بیشک میں تجھے اس دنیا سے گذارنے والا ہوں، لکھا ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ میری اُمت پر خلیفہ بن کر اتریں گے۔ صلیب کو توڑیں گے خنزیروں کو قتل کریں گے چالیس برس تک دنیا میں ٹھیریں گے شادی کریں گے اور آپؑ کو بچے پیدا ہونگے پھر وفات پائیں گے اور کس طرح ہلاک ہوگی وہ اُمت کہ میں اس کے پہلے حصہ میں ہوں اور عیسیٰ اس کے آخری حصہ میں ہیں اور مہدیؑ جو میری اہل بیت سے ہے اس کے درمیانی حصہ میں ہے **جامع الصغیر میں** باب لام میں ابن مسعودؓ ہے روایت ہے اور آپ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ کیسے ہلاک ہوگی وہ اُمت کہ میں اس کے پہلے حصہ میں ہوں اور عیسیٰ ابن مریم اس کے آخری حصہ میں ہے اور مہدیؑ اس کے درمیان ہے **مشکوٰۃ میں** باب ثواب ہذا الامت میں روایت ہے حضرت امام جعفر صادقؒ سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد سے اور وہ روایت کرتے ہیں اپنے دادا علیؓ سے کہ کہا فرمایا رسول ﷺ نے تم کو بشارت ہو تم کو بشارت ہو سوائے اس کے نہیں کہ میری اُمت کی مثال بادل کی مثال ہے نہ معلوم اس کا آخری حصہ بہتر ہے یا اس کا پہلا حصہ یا میری اُمت کی مثال ایک باغ کے مانند ہے کہ اس باغ سے ایک سال ایک جماعت نے غذا حاصل کی پھر ایک سال اس باغ سے دوسری جماعت نے غذا حاصل کی شاید اس کا آخری حصہ ایک ایسی جماعت ہے کہ اس کا عرض بہت بڑا اور اس کا عمق بہت زیادہ اور اس کا حسن نہایت ہی جاذب ہے کیسے ہلاک ہوگی وہ اُمت کہ جس کا پہلا میں ہوں اور جس کا درمیان مہدیؑ ہے اور جس کا آخر مسیح ہے لیکن اس کے درمیان ایک جماعت ہے جو بہت کج رو ہے وہ نہ میرے ہیں اور نہ میں ان کا ہوں۔ **مسلم کی شرح**۔ مدار الفضلاء میں ہے فرمایا شیخ نجیب الدین ابو محمد واعظ دہلوی نے کہ جو حدیثیں عیسیٰ اور مہدیؑ کے جمع ہونے اور ایک دوسرے کی اقتدا کے بارے میں ہیں اسلاف کے پاس ان کی سند صحیح ثابت نہیں ہوئی بلکہ اکثر اسناد شیعوں کے من گھڑت ہیں۔ **نیز مدارک الفضلا میں** زیر حدیث کیف تھلك امة (کیسے ہلاک ہوگی وہ اُمت کہ میں اس کے اول میں ہوں) کہا ہے کہ بیان فرمایا رسول ﷺ نے مہدیؑ کا درمیان میں ہونا اور ان دونوں کے درمیانی حصہ میں کج رووں کی فوج کا بھی ذکر فرمایا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایک زمانہ دراز ان دونوں (مہدیؑ اور عیسیٰ) کے درمیان ایسا گزرے گا کہ اس میں مخلوق نبی ﷺ کی سنت اختیار نہیں کرے گی اور نہ مسلمان اہل اسلام کا کام کریں گے پھر دجال نکلے گا پھر عیسیٰ ابن مریم اتریں گے اور اس کو قتل کریں گے پس ثابت ہوا کہ مہدیؑ کا ذکر دونوں حدیثوں میں رافضیوں کے مخترعات سے ہے **نیز مدار الفضلاء میں** آنحضرت ﷺ کے قول ہذا کیا تم نے سنا ایک ایسے شہر کو جس کا ایک بازو خشکی میں ہے اور ایک بازو سمندر میں ہے تا کہ آخر کے بیان میں ہے کہ شیعہ کا زعم یہ ہے کہ یہ

حدیث مہدیؑ کے بارے میں ہے اور شیعہ نے کہا ہے کہ اس جماعت کا امیر وہی مہدیؑ ہے اور اس بات کو شیعہ نے حذیفہؓ کی مروی حدیث سے لیا ہے پس اس سے معلوم ہوا یہ قول بھی شیعہ کے مذہب سے ہے **مرات الصعو د شرح سنن ابی داؤد** میں عیسیٰؑ کے بیان میں کہا ہے کہ عیسیٰؑ سوائے اس کے نہیں کہ اتریں گے اس حال میں کہ وہ ثابت کرنے والے ہوں گے اسی شریعت کو اور تازہ کرنے والے ہوں گے اسی شریعت کو کیوں کہ یہی شریعت تمام شریعتوں کے آخر ہے اور محمد ﷺ آخر رسول ہیں پس عیسیٰؑ اتریں گے ایک ایسے حکم بنکر اس حال میں کہ وہ انصاف کرنے والے ہوں گے اور جس وقت آپؑ حکم ہونگے تو اس زمانہ میں مسلمانوں کا نہ کوئی بادشاہ ہوگا اور نہ کوئی امام اور نہ کوئی قاضی ہوگا ارو نہ کوئی مفتی مسلمانوں کے بادشاہ قاضی امام اور مفتی سب آپؑ ہی ہوں گے اور وہ زمانہ ایسا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ علم کو اٹھا لیا ہوگا اور لوگ علم سے خالی ہو جائیں گے۔ پس عیسیٰؑ اتریں گے اور اترنے سے پہلے آسمان میں اللہ کے حکم سے اس شریعت کے تمام معلومات عیسیٰؑ کو ہو جائیں گے تاکہ خود اس پر عمل کریں اور لوگوں کو عمل کرنے کا حکم کریں پس لوگ آپؑ کے پاس جمع ہو جائیں گے اور آپؑ کو اپنا حکم بنائیں گے۔ کیوں کہ آپؑ کے سوائے کوئی دوسرا شخص حکم بننے کی صلاحیت نہیں رکھے گا اور منجملہ ان حدیثوں کے وہ حدیث ہے جس کو امام احمد نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے روایت سے عائشہؓ کے اس حال میں کہ یہ حدیث مرفوع ہے دجال کی حدیث میں حدیث کا مضمون یہ ہے کہ پس اتریں گے عیسیٰؑ بن مریم پس قتل کریں گے دجال کو پھر ٹھیریں گے عیسیٰؑ زمین پر چالیس برس اس حال میں کہ امام عادل اور حاکم منصف ہوں گے پھر وفات پائیں گے عیسیٰؑ پس نماز پڑھیں گے اون پر مسلمان کہا حافظ ابوالاسم بن عسا کرنے ہوگی وفات عیسیٰؑ کی مدینہ میں پس نماز پڑھی جائی گی آپؑ پر اور دفن کئے جائیں گے حجرہ نبویہ میں تفسیر زاہدی میں حدیث میں ہے اور زندہ کرے گا اللہ تعالیٰ عیسیٰؑ کی نشانیوں کو بڑھتے رہیں گے یہ لوگ اپنے حملہ میں اور جب نکلیں گے اون کا مقدمۃ الجیش بنیں گے۔ اور قلعوں کو فتح کریں گے اور پہونچیں گے جس کسی مقام پر ان سے کوئی لشکر سابق نہ ہوگا یہاں تک کہ روئے زمین پر کوئی کافر نہیں رہے گا۔ یا رہے گا تو ذمی بنکر رہے گا۔ اور وہ مغلوب ہو کر مسلمانوں کا ماتحت رہے گا۔ یہی معنی ہیں اللہ کے قول کے۔ وہی خدا ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کرے اس کو سارے دین پر اگرچہ کہ ناپسند کریں مشرکین۔ اس وعدہ کی تکمیل نبیؑ اور مہدیؑ کے بعد جو نہ ہوئی نزول عیسیٰؑ کے وقت ہوگی۔ اور آپ ایک عورت سے شادی کریں گے اور آپ کو بچے ہوں گے روے زمین کے لوگوں میں صلاحیت پیدا ہوگی۔ اور عدل شایع ہوگا اور ظلم اٹھ جائے گا اطاعت کی رغبت لوگوں میں پیدا ہوگی اور ان لوگوں کی حالت اس قوم کی جیسی ہوگی جن کے درمیان پیغمبر ہوتا ہے اسی وجہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ میری اُمت کی مثال مانند بارش کے ہے نہ معلوم اس کا پہلا حصہ زیادہ نفع بخش ہے یا آخری حصہ آخری حصہ سے مراد نزول عیسیٰ علیہ السلام کا وقت ہے۔

لوگوں کی قدیم عادت ہے کہ کسی موعود کے آنے سے پہلے اس کا انتظار کرتے ہیں۔اور جب آجاتا ہے تو ایمان نہیں لاتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ان کے پاس اللہ کے پاس سے کتاب آئی جوان کی کتاب کو سچ ٹھیرانے والی تھی اور اس کتاب سے پہلے کافروں کے مقابلہ میں وہ فتح بھی پاتے تھے(اس کتاب کا واسطہ دیکر جنگ میں فتح پاتے تھے)اور جب آگئی ان کے پاس وہ کتاب جس کو وہ جانتے تھے تو اس سے انکار کرنے لگے پس منکروں پر خدا کی لعنت ہے۔آیت کے معنی تفسیر زاہدی وغیرہ میں یہ ہیں کہ جب اہل کتاب کے پاس کتاب یعنے قرآن اللہ کے پاس سے اس کتاب کے موافق اور اس کتاب کی تصدیق کرنے والی آئی جوان کے ساتھ ہے یعنے توریت کی جو توحید اور اصل عبادت میں ہرگز قابل نسخ نہیں اور اہل کتاب محمد ﷺ کے آنے سے پہلے اور قرآن لانے سے پہلے قرآن کے نام کے واسطہ سے اپنے دشمنوں پر یعنے مشرکوں پر فتح چاہتے تھے،اور جس کتاب کو(قرآن کو)وہ چاہتے تھے جب وہ کتاب آگئی تو انہوں نے اس کو پہچان لیا اور پہچان کر منکر ہوئے اور اس کتاب کے ساتھ کفر کیا۔پس خدا کی لعنت کافروں پر اور رسول ﷺ کی بعثت سے پہلے اہل کتاب اور مشرکوں کے درمیان عداوت تھی باہم جنگ کرتے تھے جب جنگ سخت ہوتی تھی تو اہل کتاب توریت لاتے تھے اور توریت کھولکر انگلی اس مقام پر رکھتے تھے جہاں محمد ﷺ کی نعت شریف لکھی ہوئی تھی اور کہتے تھے کہ اے اللہ ہم تیرے نبیؐ کے واسطے سے جس کو آخری زمانے میں پیدا کرنے کا تو نے وعدہ کیا ہے تجھ سے ہم درخواست کرتے ہیں کہ تو ہمارے دشمنوں کے مقابلہ میں آج ہماری مدد کر اسی وقت جنگ کی نوعیت بدل جاتی تھی اور دشمنوں پر ان کو فتح حاصل ہوتی تھی اور دشمن شکست کھا کر بھاگ جاتے تھے تو مشرکین اہل کتاب سے پوچھتے تھے کہ یہ مرد کون ہے جس کا تم واسطہ دیکر فتح چاہتے ہو تو اہل کتاب کہتے کہ یہ خدا کا پیغمبرؐ ہے اور عنقریب اس کا ظہور ہوگا اور ہم لوگ اس کی (محمدؐ کی) پیروی کریں گے اور تم لوگوں کو(مشرکوں کو) ہم قتل کریں گے جب مشرکین حج کرنے کے لئے آئے اور محمد ﷺ نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تو مشرکوں نے کہا یہ مرد وہی معلوم ہوتا ہے جس کے متعلق اہل کتاب نے کہا تھا پس انہوں نے دشمنی اختیار کی اور نکار کیا اس کے بعد جب اہل کتاب مکہ میں آئے تو ان کو چاہیئے تھا کہ اپنے معلومات کے موافق ایمان لاتے مگر ایمان نہیں لائے کیوں کہ یہ لوگ جب ایمان نہیں لائے ایسی ہستی پر جوان سے زیادہ عالم تھی اور توریت کو ان سے زیادہ پڑھنے والی تھی حالانکہ اہل کتاب مشرکین سے زیادہ عالم تھے اور توریت پڑھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپؐ کی آمد کے منتظر تھے تو پھر مشرکین اگر ایمان نہیں لائے تو اہل کتاب کے مقابلہ میں زیادہ تعجب کی بات نہیں بلکہ مشرکین کو یہ بات سخت ناگوار گذری کہ رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کو توحید کی دعوت دی اور ان کے باپ داداؤں کے مذہب کو چھوڑنے کے لئے کہا غرض یہاں تک تفسیروں کی عبارتیں ہیں اگر اس مضمون پر انصاف والے غور کریں تو ناظرین پر یہ بات واضح ہوجائے گی کہ منتظرانِ مہدیؑ کا(کلمہ گویوں کا) حال بھی یہی تھا

کہ مہدیؑ کی آمد سے پہلے مہدیؑ کی بعثت کے یہ منتظر تھے جب مہدیؑ آئے تو مانند اہل کتاب کے جیسا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا تھا کلمہ گویوں نے بھی مہدیؑ سے انکار کیا یہ لوگ نہیں جانتے ہیں کہ پہلے زمانہ کے علماء جو توریت پڑھتے تھے اوراس میں رسول اللہ ﷺ کی صفت دیکھی تھی اور آپؐ کے بے حد منتظر اور مشتاق تھے جب آپؐ کا ظہور ہوا تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا سلوک کیا پس یہ آخری زمانہ کے کلمہ گو علماء جو جاہ و مال کے طالب اور سلاطین کے درباروں کے غلام ہیں اور مہدیؑ ان کوان کی محبوب چیزوں یعنے دنیا اور متاع دنیا کو چھوڑنے کا حکم کررہا ہے تو پھر کس طرح یہ لوگ مہدیؑ کے ساتھ دشمنی نہیں کریں گے اور کیوں مہدیؑ کے منکر نہوں گے بلکہ ان لوگوں کا انکار کرنا ہی مہدیؑ کی صداقت کی دلیل ہے جیسا کہ فتوحات مکیہ میں مہدیؑ کی صداقت کے حق میں فرمایا ہے کہ جب یہ امام نکلے گا و خصوصاً فقہا کے سوائے کوئی اس امام کے کھلے دشمن نہ ہوں گے اور فقہا اس وجہ سے دشمن ہوں گے کہ ان کی حکومت باقی نہیں رہے گی اب سمجھ لو اور انصاف کرو لیکن جو لوگ علما باللہ اور طالبان خدا تھے وہ مہدیؑ کے گرویدہ ہو گئے اور گرویدہ ہوتے چلے جارہے ہیں۔ کیوں کہ پیغمبر ﷺ نے علماء کی دو قسمیں فرمائی ہیں ایک تو وہ علماء ہیں جو انبیاءؑ کے وارث ہیں یہ وہ علماء ہیں جنہوں نے دنیا چھوڑ دی اور اہل دنیا سے منھ پھیر لئے اور دوسری قسم کے متعلق فرمایا کہ تم ان علماء سے ڈرتے رہو کیوں کہ یہ علماء دین کے چور اور لٹیرے ہوں گے یہ وہ علماء ہیں جو بادشاہوں اور امیروں سے میل جول کریں گے اور دنیا کی طرف جھک پڑیں گے پس کیا حال ہوگا ان کلمہ گویوں کا جو ایسے طالبان دنیا علماء کے انکار مہدیؑ کو حجت بنا کر مہدیؑ کی ذات انبیاءؑ صفات سے انکار کرتے ہیں اور مہدیؑ کی ذات اقدس اور آپؑ کے احکام اور آپؑ کے صحابہؓ کے طریقے کو پلٹ کر بھی نہیں دیکھتے کہ وہ کیسا طریقہ ہے۔

اور تفسیر نیسا پوری میں اسی آیت (ولما جاء هم كتاب الخ) کے تحت جس کے معنی ابھی لکھے گئے یہ لکھا ہے کہ اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ ہر زمانے کے لوگ اس بات کی تمنّا کرتے ہیں کہ وہ کسی ایسے ولی سے ملیں اور کسی ایسے عالم سے ملیں جو علوم کسبیہ کے ساتھ علوم باطنی سے بہرہ یاب ہو اور ایسے اولیاء اللہؒ کے ذریعہ سے اپنی دعائے خیر میں اپنے حاجات و مقاصد میں کامیابی پائیں اور ایسے لوگوں کی محبت بھی مخلوق کے سامنے ظاہر کرتے ہیں اور جب ان میں سے کسی ایک کو پاتے ہیں تو اس کی قدر و منزلت نہیں کرتے اور اس پر حسد کرتے ہیں اور کھلم کھلا اس سے عداوت کرتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں ذرا بھی انصاف سے کام نہیں لیتے اس لئے یہ لوگ خدا کے غضب میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو لوگ اولیاء اللہؒ کی ولایت سے انکار کرتے ہیں تو اللہ کا غضب پر غضب اون پر ہوتا ہے چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ جس شخص نے میرے ااولیاء سے دشمنی رکھی تو وہ میرے ساتھ جنگ کرنے خم ٹھوک کر میدان میں آیا اور وہ مجھے میرے اولیاء کا انکار کرنے کی وجہ سے اس طرح غضب میں لاتا ہے جس طرح کہ شیر اپنے بچے کو بچانے کیلئے اپنے فریق مقابل پر غضب میں آتا ہے **تفسیر لباب**

التاویل میں سورۂ قاف میں ہے قولہ تعالیٰ اقسمو اباللّٰہ الاٰیۃ (بڑے زور سے قسمیں کھاتے تھے اللہ کی) اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب اہل کتاب کو یہ خبر پہونچی کہ اہل مکہ نے کہا ہے کہ اللہ یہود پر لعنت کرے۔ پیغمبر علیہ السلام آئے تو انہوں نے ان کو جھٹلایا حالانکہ قسم کھائے تھے کہ اگر کوئی پیغمبر آئے گا تو ہم ضرور ہدایت یافتہ رہیں گے اور یہ بات نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے کرتے تھے جب محمد ﷺ مبعوث ہوگئے تو اہل کتاب نے آپؐ کو جھٹلا دیا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی **اقسمو اباللّٰہ الخ** (بڑے زور سے قسمیں کھاتے تھے اللہ کی ہم بلاشبہ تمہارے ساتھ ہیں) اہل مکہ نے محمد ﷺ کی شان میں ایسے ایسے گستاخانہ الفاظ کہے اور اس طرح ستائے کہ تمام سیرت اور تاریخ کی کتابیں ان باتوں اور ایذاؤں کی حکایت کرتی ہیں پس مہدیؑ جو نبیؐ کے خلیفہ اور تابع ہیں ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تا کہ مہدیؑ کی صداقت ظاہر ہو دوسری بات یہ سنئے کہ اہل مکہ نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا کیا اور لوگوں کو ایمان سے کس طرح باز رکھا اور کیا کیا تکلیفیں دیں اور اگلی اُمتوں نے اپنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ السلام کے ساتھ کیا کیا اور کس طرح ان کو جھٹلایا اور شہید کیا اگر ان واقعات پر کوئی شخص ٹھنڈے دل سے غور کرے تو اس کا ایمان درست ہو جائے گا۔ اس لئے کہ مہدیؑ سے لوگوں کا انکار اور صحابہ مہدیؑ سے لوگوں کی عداوت اور تابعین مہدیؑ کو تکلیف پہونچانا یہ قوم مہدیؑ کے مدعا کی صداقت اور مہدیؑ کی مہدیت کی سچائی کی نشانی ہے کیوں کہ مہدیؑ محمدؐ کے تابع اور محمدؐ کے قایم مقام ہیں جیسا کہ تفسیر لباب التاویل میں سورہ حجر میں **قولہ تعالیٰ کما انزلنا علی المقتسمین** (جزء ۱۴، رکوع ٦) جس طرح ہم نے اتارا تھا ان بانٹنے والوں پر کے تحت کہا ہے کہ مکّہ والوں نے مکہ کی گھاٹیوں اور راستوں کو باہم تقسیم کر دیا تھا۔ ولید ابن مغیرہ نے اہل مکہ کی ایک جماعت کو بھجوایا بعض کہتے ہیں کہ یہ سولہ آدمی تھے اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس آدمی تھے اور ان سے کہا کہ تم مکہ کی گھاٹیوں اور راستوں پر پھیل جاؤ جہاں سے حج کو آنے والے عرب گذرتے ہیں اگر وہ لوگ تم سے محمدؐ کے متعلق کچھ پوچھیں تو تم میں کے بعض لوگ یہ کہنا کہ وہ کاہن ہے اور بعض یہ کہنا کہ وہ جادوگر یا دیوانہ ہے تمہارے یہ کہنے کے بعد جب وہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں بھی یہی کہوں گا کہ ان لوگوں نے تم سے جو کچھ کہا ہے سچ ہے پس یہ لوگ جاتے اور مکہ کے راستوں پر بیٹھتے اور گزرنے والوں سے کہتے کہ اس مدعی نبوت کے دھوکہ میں نہ آؤ کیوں کہ وہ مجنون کاہن اور ساحر ہے اور ولید ابن مغیرہ مسجد حرام کے دروازہ پر بیٹھتا اور جب یہ لوگ اس کے پاس آتے اور اس سے ان لوگوں کے کہے ہوئے باتوں کے متعلق سوال کرتے تو کہتا کہ انہوں نے سچ کہا ہے **کتاب روضۃ الاحباب میں** روایت ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے آپ نے کہا کہ ایک دن قریش حرم کعبہ میں حجر اسود کے پاس جمع ہوئے میں بھی وہاں تھا آنحضرت ﷺ کا تذکرہ اس مجلس میں ہوا اور کہنے لگے کہ یہ مرد ہمارے عقلمندوں کو بیوقوف کہتا ہے اور ہمارے باپ دادا کو گالیاں دیتا ہے اور ہمارے دین پر عیب لگاتا ہے اور ہماری جماعت کو متفرق کر دیا ہے اور ہمارے

معبودوں کو گالیاں دیتا ہے اس دفعہ وہ اگر ہم کو ملے تو اس کے ساتھ کیا کرنا چاہیئے یہی گفتگو کر رہے تھے کہ پیغمبر ﷺ رونق افروز ہوئے اور کعبہ کا طواف کرنے لگے جب ان لوگوں نے آپ ؐ کو دیکھا تو نہایت غصہ سے آنحضرت ﷺ پر ٹوٹ پڑے اور کہنے لگے تو ہی ہے جو ہمارے اور ہمارے بتوں کے بارے میں ایسی ایسی باتیں کرتا ہے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میں ہی ہوں اور میں ہی کہتا ہوں عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ آپ ؐ کی چادر کا گوشہ پکڑ لیا اور آنحضرت ﷺ کی گردن میں ڈالکر لپیٹ دیا اور اس طرح سخت لپیٹا کہ آپ ؐ کی سانس مبارک رک گئی ابوبکر صدیق ؓ اس موقع پر حاضر تھے چیخنے لگے اور رونے لگے اور کہہ رہے تھے کہ کیا تم ایسے آدمی کو مار ڈالتے ہو جو اللہ کو اپنا رب کہتا ہے اور تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لئے کھلی دلیلیں لایا ہے ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے تو ہاتھ روک لئے اور حضرت ابوبکر ؓ کی طرف پلٹے اور آپ کی ریش مبارک کو پکڑ کر اتنا مارے کہ آپ کا سر زخمی ہو گیا اور اتنے نعلیں آپ کے منھ اور تمام اعضاء پر مارے کہ آپ بے ہوش ہو کر گر گئے قبیلہ بنی تمیم جو آپ کا قبیلہ تھا جب اون کو اس کی اطلاع ملی تو فوراً آئے اور کفار کے ہاتھ سے چھڑا دیئے **تنبیہ ابواللیث عربی میں** بلا پر صبر کرنے کے باب میں ہے روایت کیا عمرو بن میمون نے روایت سے ابومسعود کے کہا اس اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے بیت اللہ کے پاس اور ابوجہل اور اس کے ساتھی اون پر خدا کی لعنت ہو بیٹھے ہوئے تھے اور وہاں گزشتہ روز کچھ اونٹ ذبح کئے گئے تھے ابوجہل نے کہا تم میں سے کون ہے جو ذبح شدہ اونٹنی کی بچہ دانی لائے گا اور اس کو محمد ؐ کے دونوں شانوں پر سجدہ کرنے کے وقت ڈال دیگا۔ قوم میں سے ایک بدبخت اٹھا اور اس کو (بچہ دانی) لیا جب نبی ﷺ سجدہ کئے تو آپ ؐ کے دونوں شانوں پر اس کو رکھ دیا پس لوگ ہنسنے لگے اور میں کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا میں نے کہا اگر مجھ میں قوت ہوتی تو میں رسول اللہ ﷺ کی پشت مبارک سے اٹھا کر اس کو پھینک دیتا۔ نبی ﷺ اسی طرح سجدہ میں تھے اپنا سر مبارک سجدہ سے نہیں اٹھائے اتنے میں ایک آدمی آ گیا اور فاطمہ ؓ کو اس کی خبر دی جا کر خبر دینے والی جویریہ تھی پس بی بیؓ تشریف لائیں اور بچہ دانی کو پھینک دیں اور ان بدبختوں کی طرف متوجہ ہو کر ان کو گالیاں دیں جب رسول ﷺ نماز ادا کر چکے تو بلند آواز سے ان بدبختوں کے لئے یہ بددعا فرمائی کہ اے اللہ قریش کو پکڑ لے ابوجہل کو پکڑ لے اور عقبہ کو پکڑ لے اور عتبہ اور شیبہ اور ولید اور امیہ بن خلف کو پکڑ لے ابن مسعودؓ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے بھیجا محمد ﷺ کو حق کے ساتھ میں نے دیکھا مذکورہ لوگوں کو پچھڑے ہوئے بدر کے دن۔ اے یار دیندار کیا تو نے سنا کہ علماء اہل زمانہ نے اللہ کے حبیب محمد ﷺ کے ساتھ کیا سلوک کیا اور اہل مکہ کس طرح ایمان لائے اب اگر ایسا ہی معاملہ کوئی شخص مہدیؑ اور صحابہ مُہدیؑ کے ساتھ کرے تو تعجب کی بات نہیں بلکہ ان کے مدعا (خدا طلبی) کی صداقت پر دلیل ہے اور یہ جس کا ذکر کیا گیا ان ہزار مصیبتوں میں سے ایک ہے جو آنحضرت ﷺ پر پڑیں جیسا کہ فرمایا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی پیغمبر نہیں

ستائے گئے جیسا کہ میں ستایا گیا۔ دیگر **تفسیر مدارک التنزیل میں** تحت قولہ تعالیٰ قل فلم تقتلون الخ کہد واے محمدؐ کہ پھر کیوں قتل کرتے رہے اللہ کے نبیوں کو پہلے سے اگر تم ایمان والے تھے اعتراض کیا اون پر انبیاءؑ کو قتل کرنے سے باوجود ان کے دعویٰ کرنے کے توریت پر ایمان کا اور توارات میں بھی قتلِ انبیاءؑ کسی صورت سے جائز نہ تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ اہل کتاب نے ایک دن میں بیت المقدس میں تین سو پیغمبروں کو قتل کیا۔ **نیز مدارک میں** تحت قولہ تعالیٰ ان الذین یکفرون الخ جو لوگ منکر ہوتے ہیں اللہ کی آیتوں سے اور قتل کر دیتے ہیں پیغمبروں کو ناحق حالانکہ وہ اہل کتاب ہیں اور راضی ہیں اپنے باپ دادا کے قتل سے جو پیغمبر تھے اس حال میں کہ وہ قتل ناحق تھا یہ حال موکدہ ہے کیوں کہ نبی کا قتل حق نہی ہوتا ہے اور اہل کتاب پیغمبروں کے سوائے ان لوگوں کو بھی قتل کرتے تھے جو عدل وانصاف کا حکم کرتے تھے نبیؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے کفار نے ابتداء روز کے ایک گھنٹے میں ۴۳ پیغمبروں کو قتل کیا۔ پھر بنی اسرائیل کے مومن بندوں میں سے ایک سو بارہ مرد اٹھے اور قاتلین کو نیک کام کرنے اور برائی سے باز رہنے کا حکم کیا اسی دن آخری حصہ میں دن کے یہ لوگ بھی قتل کر دیئے گئے۔

تفسیر زاہدی میں تحت قولہ تعالیٰ لقدار سلنا الخ (ہم نے بھیجا ہے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف) نقل کئے ہیں کہ حضرت نوحؑ کے وقت دنیا اس قدر آباد تھی کہ کھیتی کرنے کے لئے زمین نہیں ملتی تھی مٹی کو زمین سے پہاڑوں پر لیجاتے تھے اور پہاڑوں پر زراعت کرتے تھے، نوحؑ کی سکونت کوفہ میں تھی کوفہ سے مکہ تک درختوں کے سایہ کے نیچے سے جاتے تھے اور اکثر و بیشتر انسان بت پرست تھے۔ اور حضرت نوح علیہ السلام کی عمر صحیح یہ ہے کہ ساڑھے چودہ سو سال کی تھی۔ ڈھائی سو سال دعوی سے پہلے اور ڈھائی سو سال طوفان کے بعد اس طرح ساڑھے نو سو برس قوم کی دعوت کرتے رہے اور کہتے تھے کہ اے قوم عبادت کر اس خدا کی جس کے سوائے کوئی خدا نہیں آپؐ کے اس کہنے پر قوم کے امراء کہتے تھے کہ اے نوح ہم تجھ کو کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں یعنے نوحؑ کی قوم کے سربرآوردہ لوگوں نے کہا ہم تجھ کو کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں پس یہ لوگ آپؐ کو جھوٹا سمجھتے تھے اور آپؐ کو مارتے تھے یہاں تک کہ بعض وقت ایسا بھی ہوتا تھا کہ ایک دن میں ستر بار مارتے تھے جب ہوش میں آتے تو کہتے اے لوگو اقرار کرو کہ اللہ کے سوائے کوئی دوسرا اللہ نہیں۔ ایسے لوگوں کے درمیان تین قرن تک زندگی بسر کئے۔ ایک آدمی آتا اور اپنے فرزند کو لاتا اور کہتا کہ میرا باپ میرا ہاتھ پکڑ کر یہاں (نوحؑ کے پاس) لایا تھا اور مجھے نصیحت کی کہ دیکھ اس مرد (نوح) کی بات مت مان کہ یہ جھوٹا اور جادوگر ہے اب اے بیٹا میں بھی تجھ کو اپنے باپ کی جیسی نصیحت کرتا ہوں۔ اور نوحؑ اسی طرح تین قرن تک دعوت کرتے رہے اور اطراف عالم میں پھرتے رہے صرف اسّی آدمی ایمان لائے یا بروایت دیگر چالیس آدمی یا سات آدمی مانند قول اللہ تعالیٰ کے اور نہیں ایمان لائے اس پر (نوحؑ پر) مگر تھوڑے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نوحؑ کو خبر دی پس آپ نے قوم کی ہلاکت کے لئے دعا کی اور تمام کفار غرق ہوگئے اور حق تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ بیشک ہم

مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اوران لوگوں کی جو ایمان لائے نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک ہمارے ہی لشکران پر غالب ہیں۔اورفرماتا ہے اور بیشک وہی لوگ اون پر فتح پانے والے ہیں اے بھائی بطریق انصاف نظر کر کہ وہ تین سو چالیس انبیاءؑ نے شربت شہادت پیا نہ ان کو ظاہری غلبہ حاصل تھا اور نہ مدد اوران کے پاس دبدبہ اور لشکر تھا نہ مال ودولت نہ ان پر تمام دنیا کے لوگ ایمان لائے بلکہ عشرعشیر(دسواں حصہ) بھی ایمان نہیں لائے لیکن ان کی پیغمبری میں کوئی شک اور کوئی فرق نہ رہا وہ سب برحق انبیاءؑ تھے انہوں نے حکم خدا کی تبلیغ کی مخلوق پر اون کو قبول کرنا واجب ہوا اور حجت لازم ہوئی اس کے بعد کوئی ایمان لائے یا نہ لائے غلبہؑ ظاہری کی تو شرط نہیں ہے غلبہؑ ظاہری حاصل نہیں ہوا اس لئے ان کی نبوت کا دعویٰ ثابت اور حق نہ ہوا تو (ایسا کہنے والا) بیشک ازلی مردود اور ابدی کافر ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اور نہیں ہے رسول پر مگر پہنچا دینا پس غلبہ اور نصرت سے مراد حق کا غلبہ اور تائید ہے دعویٰ کی صداقت اور حجت کے ساتھ اور بالآخر غلبہؑ ظاہری شرط نہیں اسی طرح حضرت مہدی موعودؑ برحق مہدیؑ تھے اور اپنی مہدیت کے ثبوت کا دعویٰ ظاہر کردیا جو شخص ایمان لایا فلاح پایا اور جس نے انکار کیا دونوں جہاں میں گھاٹے میں رہا اور جو شخص یہ حجت پیش کیا کہ مہدی علیہ السلام کے حق میں حدیث آئی ہے کہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیگا پس اس نے اس حدیث کو پیش نظر رکھ کر ظاہری غلبہ اور تمام دنیا کے ایمان لانے کو شرط ٹھیرایا افسوس انبیاءؑ کی دعوت کے حق میں تمام دنیا کا ایمان لانا اور غلبہؑ ظاہری تو شرط نہوا اور مہدیؑ کے حق میں شرط ہوگیا۔نوحؑ پر اس قدر عمر کی درازی اور مخلوق کی کثرت مدت دعوت کے طول اور اہل ایمان کی قلت کے باوجود اہل ایمان سے کسی نے اب تک یہ نہ کہا کہ نوحؑ پر تمام دنیا کے لوگ ایمان نہیں لائے۔اور آپؐ کو بازاروں میں ہر روز ستر بار مارتے تھے ایسے بے قدر انسان کیلئے کس طرح نبوت ثابت ہوگئی کسی نے نہیں کہا اور مہدیؑ کے حق میں باوجود آپؑ کی عمر کی کوتاہی اور پانچ سالہ دعویٰ کے کئی ہزار بلکہ کئی لاکھ مومن ایمان لائے اور آپؑ کی پیروی کرنے والوں میں صلاحیت کے آثار چنانچہ روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ، توکل صبر تسلیم تفویض ذکر وفکر وخوف ورجا شوق اور وجد وزہد اور اخلاص ساتھ اعتقاد صحیح کے پائے جاتے ہیں تو بھی مہدی علیہ السلام کی مہدیت میں شک رکھتے ہیں اور مہدیؑ زمین کو انصاف سے بھر دیں گے کی حدیث کو دلیل وحجت میں پیش کرتے ہیں مغفرت چاہتا ہوں خدائے بزرگ سے پناہ بخدا امر حق ظاہر ہونے کے بعد اس کے انکار سے اے عزیز مہدیؑ کی مہدیت کے ثبوت میں یہی کافی ہے کہ آپؑ بنی فاطمہؓ اور دین کے ناصر ہیں اپنی ذات سے تمام اقوال اور افعال اور احوال میں رسول ﷺ کے پیرو اور رسول ﷺ کے موافق ہیں اور دعوت الی اللہ کی تبلیغ مخلوق پر کرتے ہیں اور رسول ﷺ کے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے لیکن دنیا کے تمام لوگوں کا ایمان لانا شرط نہیں جیسا کہ کسی رسول کے حق میں شرط نہوا اور اس بات کی تائید کرتا ہے امام زاہدؒ کا قول جو اللہ کے قول کی تفسیر میں ہے۔اور ہم نے تجھ کو بھیجا ہے لوگوں کیلئے

رسول بنا کر اور اللہ کافی ہے گواہ یعنے ہم نے تجھ کو بھیجا ہے رسول بنا کر تمام مخلوق پر اور خدائے تعالیٰ تیری رسالت اور مخلوق کی گفتار پر کافی گواہ ہے یہ نہ مخلوق کے قبول کرنے کی ضرورت ہے کہ تو رسول ثابت ہو رسول جو رسول ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے رسالت عطا کرنے سے ہوتا ہے نہ کہ مخلوق کے قبول کرنے سے انتہیٰ۔ پس اس معنی سے یہ ثابت ہو گیا کہ مہدیؑ جو مہدیؑ ہوتا ہے تو اللہ کی طرف سے بھیجا جانے سے ہوتا ہے نہ کہ مخلوق کے قبول کرنے سے اور اصلی رکن آپ کی دعوت میں آپ کے صفات ہیں جیسا کہ ذکر کیا گیا۔ اور اگر کوئی شخص کہے کہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا کی حدیث کو شرط نہ ٹھیرائیں تو رسول ﷺ کی حدیث میں فرق آتا ہے اس معترض پر واجب ہے کہ کلام ربّانی میں بطریق انصاف نظر کرے کہ حق تعالیٰ کیا فرماتا ہے پہلے حق تعالیٰ آغاز قرآن میں فرماتا ہے **الٓم ذٰلک الکتاب لاریب فیه** وہ کتاب ہے جس میں کچھ شک نہیں یعنی خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ہوں خدا جاننے والا اور وہ قرآن ایسی کتاب ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے **اٰمنا و صدقنا** اور ظاہر ہے کہ یہود و نصاریٰ اور تمام مشرکین اہل دنیا اور بہت سے لوگ شک میں پڑ گئے قرآن پر ایمان نہیں لائے چنانچہ تنبیہ عربی باب شکر میں فقیہ ابو للیث نے لایا ہے کہ تمام مخلوق کے ایک سو پچیس حصے ہوئے ان میں سے ایک حصہ مومن ہیں اور باقی تمام کافر ہیں اب تو کہہ کہ قرآن کے حق میں کیا کہتا ہے نعوذ باللہ اگر تو یہ کہے کہ قرآن کا لاریب ہونا لوگوں کے لاریب کہنے پر موقوف ہے و تمام لوگوں میں سے تھوڑے لوگ لاریب کہتے ہیں اور باقی تمام دنیا کے لوگ قرآن میں شک رکھتے ہیں پس تیرے قول کے موافق قرآن لاریب کس طرح ہوگا قرآن تو لاریب اس وقت ہوتا جب کہ تیرے قول کے موافق تمام دنیا کے لوگ قرآن کو لاریب کہتے اور قرآن پر ایمان لاتے تو اللہ تعالیٰ کے قول میں فرق نہ آتا کیونکہ اللہ نے **لاریب فیہ** فرمایا ہے ایسا اعتراض کرنے سے بیشک تو کافر ہو جائے گا پس اعتقاد صحیح یہ ہے کہ قرآن لاریب ہے اگر کوئی ایمان لائے یہ نہ لائے تھوڑے ایمان لائے یا بہت چنانچہ امام زاہدؒ نے اس معنی میں جواب باصواب ادا فرمایا ہے کہ وہ منصف کے لئے کافی ہے اور وہ جواب یہ ہے جان کہ یہ نفی کتاب سے شک کی نفی ہے نہ کہ لوگوں سے شک کی نفی ہے کتاب کے حق میں اور یہ اس وجہ سے ہے کہ کلام دو قسموں پر ہوتا ہے ایک سچا اور دوسرا جھوٹا سچا کلام وہ ہے کہ بذات خود سچا ہو کہ لوگ اس کو سچا جانیں انتہیٰ اس معنی پر یقین رکھنا چاہیئے کہ مہدیؑ کے صفات پر موقوف ہے لوگوں کے ایمان لانے پر موقوف نہیں پس حضرت مہدیؑ کی ذات جو ظاہر اور باطن میں قول اور فعل میں اور امر و نہی کرنے میں پیغمبروں کی صفات رکھنے والی ہے اور آپؑ نے اللہ کے حکم سے دین خالص کی طرف مخلوق کی دعوت فرمائی اور آپؑ کی مہدیت قرآن و حدیث اجماع و قیاس کے موافق انبیاءؑ کے احوال کے برابر ثابت ہوئی اور مخلوق پر آپؑ کی تصدیق واجب ہوگئی اور کسی کو انکار کرنے کی مجال اور کوئی عذر نہ رہا۔

دوسرا جواب سنو کہ اللہ تعالیٰ مصطفیٰ ﷺ کے حق میں کیا فرماتا ہے اور ہم نے تجھ کو تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا

ہے۔ نیز فرماتا ہے کہ اور ہم نے تجھ کو بھیجا ہے تمام لوگوں کے لئے یعنے ہم نے نہیں بھیجا تجھ کو اے محمدؐ مگر رحمت واسطے تمام عالم کے پس نعوذ باللہ اگر کوئی شخص مصطفےٰ ﷺ کی نبوت سے انکار کرے اور اس آیت کو حجت بنائے کہ رسول وہ ہے جو تمام عالم کے لئے رحمت ہو۔ اور تمام دنیا کے لوگ محمدؐ پر ایمان لائیں اور تمام لوگ رحمت کی وجہ سے ایمان کا حصہ پائیں اور یہ رسول جو آیا اس پر تھوڑی ہی مخلوق ایمان لائی اور بہت سے لوگوں کو کافر اور اہل دوزخ ہونے کا حکم کیا اور بہت سے لوگوں کو قتل کردیا پس اس رسولؐ کے حق میں رحمت ہونا کس طرح ثابت ہوگا اور اس کو رحمت اللعالمین کس طرح کہنا چاہیئے۔ خدائے تعالیٰ کا قول تو اس وقت صادق آتا کہ وہ تمام دنیا کیلئے رحمت ہوتا اور تمام دنیا کے لوگوں کو ایمان عطا فرماتا ورنہ آیت میں فرق آتا ہے یقین ہے کہ اس طرح کا انکار اس کو قعر دوزخ میں لے جائے گا۔ اور اس کی حجت باطل ہوگی بلکہ صحیح اعتقاد یہ ہے کہ آنخضرت ﷺ نفس مبارک رحمتہ اللعالمین اور رسول رب العالمین ہیں لوگ ایمان لائیں یا نہ لائیں تمام عالم کا ایمان لانا کیا معنی رکھتا ہے اگر ایک شخص بھی آپ پر ایمان نہ لائے تو آپؐ کی نبوت میں شک اور طعن لازم نہیں آتا چنانچہ آنخضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں تمام لوگوں پر مبعوث ہوا ہوں پس اگر وہ قبول نہ کریں مجھ کو تو میں عرب کی طرف مبعوث ہوا ہوں پر اگر وہ بھی قبول نہ کریں مجھ کو تو میں بنی ہاشم کی طرف مبعوث ہوا ہوں پس اگر سارے بنی ہاشم بھی مجھ کو قبول نہ کریں تو میں تنہا اپنے آپ کی طرف مبعوث ہوا ہوں یہ حدیث جامع الصغیر میں باب الالف میں ہے بلحاظ اس معنی کے یہ امر محقق اور ثابت ہوا کہ اگر مہدیِ موعودؑ پر ایک شخص بھی ایمان نہ لاتا تو آپؑ کی مہدیت کے دعویٰ کی صداقت میں کسی طعن اور شک کو دخل نہ ہوتا اور خدا کا شکر ہے کہ آپؑ پر دنیا کے اس قدر لوگ ایمان لائے ہیں اور لا رہے ہیں جن کی گنتی اللہ کے سوائے کوئی نہیں جانتا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں تو جن پر پورا قرآن نازل ہوا تمام روئے زمین کو عدل وانصاف سے بھرنے کی شرط نہ ہوئی اور اسی طرح انبیاءؑ میں سے کسی ایک نبی کے حق میں بھی روئے زمین کو عدل وانصاف سے بھرنے کی شرط نہ ہوئی اور کلام ربانی کے حق میں بھی تمام دنیا کے لوگوں کا ایمان لانا شرط نہ ہوا اور اہل ایمان میں سے کسی نے نہ کہا کہ تمام انبیاء اور محمد مصطفیٰ علیہم السلام اور کلام اللہ پر ایمان اس وقت واجب ہوگا جب کہ تمام دنیا کے لوگ ایمان لائیں (تو پھر مہدیؑ کے حق میں تمام دنیا کے لوگ ایمان لانے کی شرط کیسے ہوسکتی ہے) اگرچیکہ حضرت امام علیہ السلام کے ثبوت کے بارے میں اس قدر مطول کتابیں تصنیف ہوئی ہیں کہ شمار میں نہیں آتیں لیکن یہ چند نکتے بطریق اختصار لکھے گئے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ منصف طالب کو فائدہ مند بنائے۔

اور اگر کوئی شخص سوال کرے کہ کیا سبب ہے کہ اکثر لوگ تمہارے مہدیؑ پر ایمان نہیں لائے اور ان کے پیروؤں سے دشمنی رکھتے ہیں؟۔

اس سوال کا جواب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ہے کہ مہدیؑ خاتم الولایت محمدی ﷺ اور ولایت مصطفےﷺ کا باطن ہے اور اس باطن میں محض وصالِ حق اور فناء مطلق اور ترکِ ماسوی اللہ تھا۔ مہدی علیہ السلام باطن محمدیؐ کے امور کو ظاہر کرنے کیلئے مبعوث ہوئے۔ پس جب خلایق کو عادتوں اور رسوم اور مال و جاہ کے ترک کرنے اور نفس کے تمام خواہشات کو چھوڑ کر فناء مطلق کے ساتھ محض اللہ کی ذات کی طرف دعوت فرمائی اور تمام ماسوی اللہ کو چھوڑنے کا حکم کیا اور ہمیشہ اللہ کے ذکر اور صحبت صادقان کو فرض فرمایا اور جو باتیں ذکر اللہ سے باز رکھنے والی ہیں خواہ کھانا ہو خواہ پینا خواہ مخلوق سے میل جول رکھنا غرض جو کچھ غفلت کا باعث ہے حرام سمجھا اور خدا کے دیدار کی طلب کو ہر مرد و زن پر فرض فرمایا اور طالب دنیا کو کافر فرمایا اور جس شخص میں دنیا کی زندگی کی طلب ہوئی اس کے متعلق علانیہ فرمایا کہ شخص عورتوں بچوں مال حیوانات کھیتیوں عمارتوں لباس اور کھانے کی چیزوں کا ارادہ رکھنے والا اور عاشق ہوگا اور انہی میں مشغول ہوجائے گا اور اگر کوئی تارک الدنیا مرید دنیا کی صحبت میں رہے یا اس کے گھر جائے یا اس سے الفت رکھے وہ ہمارا نہیں اور محمد کا نہیں اور خدا کا نہیں ہے یہ الفاظ آنحضرت علیہ السلام اپنی زبانِ مبارک پر لائے پس قبول کرنا ان احکام کا جو خواہش نفس کے مخالف ہیں لوگوں پر نہایت دشوار ہوا پس طالبانِ دنیا نے ان باتوں سے انکار کیا اور طالبانِ حق اور عاشقانِ ذاتِ مطلق جو لوگ تھے انہوں نے حضرت مہدی علیہ السلام کی دہلیز پر اپنے سر رکھدیئے اور جان و مال اور گھر بار کو فدا کئے اب اس جواب کے دلائل سنئے تا کہ تم کو یقین حاصل ہو۔

پہلی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اسی لئے خبر دیا ہے کہ جن لوگوں نے انبیاءؑ کو قبول نہیں کیا اور بعض پیغمبروں کو شہید کردیئے اس کا سبب یہی تھا کہ پیغمبروں نے لوگوں کو خواہش نفس کی مخالفت کا حکم کیا تھا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس کیا جب کبھی لائے تمہارے پاس کوئی رسول وہ حکم کہ نہ پسند کرتے تھے تمہارے نفس تو تم تکبر کرنے لگے پھر ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا اور ایک جماعت کو قتل کرڈالتے تھے یعنی جس وقت کہ آیا تمہارے پاس کوئی رسول ایسی بات لیکر جس کو تمہارا نفس دوست نہیں رکھتا ہے اور رسول کی بات تمہاری خواہش اور مدعا کے موافق نہیں ہوئی تو تم نے غرور کیا اور رسول کے سامنے تم نے گردن نہیں جھکائی پس رسولوں میں سے ایک جماعت کو تم نے جھوٹے ٹھیرایا۔ مثلاً محمد اور عیسیٰ علیہما السلام وغیرہ کو اور ایک جماعت کو تم نے قتل کیا مثلاً زکریا اور یحیٰ علیہما السلام اور دوسرے انبیاءؑ کو چنانچہ ان کی شہادت کا ذکر اوپر ہو چکا۔

دوسری دلیل تفسیر تاویلات القرآن میں سورۂ دخان میں تحت آیت یوم بنطش الاٰیة (یاد کر اس دن کو جس دن ہم پکڑیں گ بڑی پکڑ بیشک ہم بدلہ لینے والے ہیں) کہا ہے مفسر نے کہ طبعی خواہشات میں منہمک اور اپنی جہالت میں گھرے رہنے کی مثال ایک نشہ والے آدمی کی ہے جسکی عقل پر خواہش نفسانی کا غلبہ ہوا اور ہر طرف سے پردے پڑے ہوئے ہوں اور گمراہی کے آثار ان کے محسوسات سے ظاہر یہی دردناک عذاب ہے لیکن یہہ لوگ اپنی فرعونیت میں بیحد منہمک

ہونے کی وجہ اور اپنی شیطنیت میں قوی الطبع ہونے کے سبب سے اپنی گمراہی کو محسوس نہیں کرتے ہوں گے جب کبھی قائم بالحق مہدی موحد فناء مطلق کے ذریعہ سے نور ذات کی طرف بلائے گا جس کو اللہ کے پاس سے نصرت دیجائے گی بذریعہ وجود کے جو متحقق اور موہوب ہوگا اور مہدیؑ ان کو ان کے دلوں پر پڑے ہوئے پردوں سے آگاہ کریں گے تو وہ لوگ انکار اور غرور کریں گے سرکشی اور ظالمانہ حیثیت اختیار کریں گے کیونکر یہ لوگ اپنی ذاتوں پر گھمنڈ کرتے ہوں گے اور گمراہی میں ثابت قدم رہیں گے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ تفسیر تاویلات القرآن میں سورہ لم یکن کی تفسیر میں اتفاق اس بات پر تھا کہ جب محمد ﷺ مبعوث ہوں گے تو ہم سب ان پر ایمان لائیں گے چنانچہ اب تمام اُمت محمدؐ کی مہدیؑ کے منتظر ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سب مہدیؑ پر ایمان لائیں گے اور جیسا کہ اہل کتاب اور مشرکین ظہور محمدؐ کے بعد منکر ہوئے اور آپؐ کے دعویٰ کو جھٹلائے اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ یہ مہدیؑ کے منتظر بھی مہدی کے منکر ہو جائیں گے مگر تھوڑے لوگ ایمان لائیں گے کیونکہ ہر فرقہ بلکہ ہر شخص اس وہم میں پڑا ہوا ہے کہ مہدیؑ اس کی خواہش کی موافقت کریگا اور اس کی رائے کو درست ٹھیرائے گا اور جب مہدیؑ ان لوگوں کے خلاف میں ظاہر ہوگا تو انکا کفر وعناد بڑھ جائے گا اور ان کا کینہ اور حسد سخت ہو جائے گا۔**دوسرا قصہ سُنو کہ** علماء توریت نے رسول سے مال اور جاہِ دنیا کی خاطر کس کس قسم کی حق پوشی اور حسد کیا ہے تفسیر حسینی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور کہا ایک جماعت اہل کتاب سے یعنے کہا ایک گروہ یہودیوں کا اور یہ قلعۂ خیبر وغزنیہ کے بارہ آدمی تھے انہوں نے اتفاق کیا کہ پہلے روز مکر وحیلے سے دین محمدؐ میں شریک ہو جائیں اور دن کے اخیر حصّہ میں اس طرح ظاہر کریں کہ ہم نے اپنی کتاب کو دیکھا غور وفکر کیا عالموں اور عقلمندوں سے بہت بحث کی تمہارے دین وآئین کا بطلان وفساد ہم پر ظاہر ہوگیا اور نبی موعود کی نشانیاں تمہارے پیغمبر میں موجود نہیں ممکن ہے کہ اس حیلے سے محمدؐ کے بعض اصحاب تردد میں پڑ جائیں گے اور کہیں گے کہ یہ لوگ اہل کتاب ہیں کوئی بات بیہودہ طریقہ سے نہیں کہیں گے اور علم وانصاف کے باوجود حق بات کو نہیں چھپائیں گے ممکن ہے محمدؐ کی تصدیق سے پلٹ کر ہمارے دین میں آجائیں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ان کے اس مکر سے آگاہ کردیا اور یہ آیت نازل کی کہ اہل کتاب کا ایک گروہ آپس میں اس طرح کہہ رہا ہے (یعنے وہ بارہ آدمی جن کا ذکر اوپر گذرا) کہ ایمان لاؤ تم اس کتاب پر جو نازل کی گئی ہے مومنوں کے سامنے دن کے شروع حصہ میں اور انکار کرو اس کتاب کا دن کے آخری حصہ میں شاید کہ وہ پلٹ جائیں۔ جب نبوت محمدی کے منکروں نے محمدؐ کے ساتھ اس طرح حسد ومکر کیا اگر ولایت محمدیؐ کے منکروں سے مہدیؑ کے ساتھ اسی قسم کا معاملہ ظاہر ہو تو مقام تعجب نہیں بلکہ مہدیؑ کے دعوے کی سچائی کی علامت ہے کیوں کہ تابع متبوع کے حکم میں ہوتا ہے۔ دوسرا قصہ سنو کہ قدر ومنزلت کے نقصان کے خوف سے لوگ کس طرح گمراہی کے کنویں میں گرے اور

اپنا تمام علم وایمان برباد کردیئے چنانچہ تفسیر حسینی میں گیارہویں پارہ کے شروع سورۂ توبہ میں و الـذیـن اتـخـذو الآیۃ (اور جنہوں نے بنا کر کھڑی کی ایک مسجد تکلیف پہنچانے اور کفر کرنے اور پھوٹ ڈالنے کو مومنوں میں) کے شان نزول میں لکھا ہے کہ ابو عامر راہب قبیلہ خزرج کے شرفاء میں سے تھا اور توریت وانجیل کے علم میں پوری مہارت رکھتا تھا اور ہمیشہ سید عالمؐ کی نعت وصفت مدینہ والوں کے سامنے بیان کرتا تھا جب آنحضرت ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگ آپؐ کے جمال وکمال پر فریفتہ ہوگئے اور ابو عامر کی صحبت سے دور ہوگئے اور کسی نے اس کی پروا نہیں کی۔

تیرے لب جاں بخش کے مقابلہ میں اے آب حیات
مجھے چشمہ حیواں کے متعلق کچھ کہنا حیف معلوم ہوتا ہے

ابو عامر کی حسد کی رگ حرکت میں آئی آنحضرت ﷺ کے انکار میں مشغول ہوگیا جنگ بدر کے بعد مدینہ سے بھاگ کر مکہ کے کافروں سے جاملا اور جنگ احد میں حاضر ہوا اور پہلے جو شخص لشکر اسلام پر تیر چلایا وہی تھا آنحضرت ﷺ نے اس کو فاسق کا لقب دیا اور جنگ حنین میں بھی حاضر ہوا اور آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں جنگ کیا اور آخر بے ایمان مرگیا۔ **پس اے بھائی تو سُنا** توریت اور انجیل کے عالم کا حال کیا ہوا بعثت سے پہلے تو وہ کس طرح سید عالمؐ کے اوصاف مدینہ والوں کے سامنے بیان کرتا تھا جب آنحضرت ﷺ مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو اس کی قدر ومنزلت کو نقصان پہنچا تو کس طرح کفر پر مصر ہوگیا اور حسد وعداوت میں کس درجہ مبالغہ کیا اسی طرح مہدیؑ کے زمانہ کے علماء بھی ہیں جو خواہش نفسانی اور مال وجاہ کے طالب ہیں جب مہدیؑ ان کو دین خالص کی طرف دعوت کریں گے اور ان کو خواہشات نفسانی چھوڑنے کا حکم کریں گے تو یہ ضرور بضر ور انکار کریں گے حسد اور دشمنی کا دم ماریں گے جیسا کہ اس کی صراحت فتوحات مکیہ میں کی ہے کہ جب نکلے گا یہ امام (مہدیؑ) تو خصوصاً اس کے کھلے دشمن علماء ہی ہوں گے کیونکہ ان کی حکومت باقی نہیں رہے گی پس تو اس بات کو سمجھ اور انصاف کر اور علماء کا یہ انکار اور حسد اور لوگوں کو مہدی علیہ السلام کی تصدیق سے روکنا مہدی علیہ السلام کے دعوے کی صداقت کی دلیل ہے کیوں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے علماء آپؐ کے ساتھ اسی طرح مخالفت کئے اور مہدیؑ کے حق میں وارد ہوا تھا کہ علماء آپ کی ظاہری دشمنی کریں گے اگر مہدیؑ کے ہاتھ میں شمشیر نہ ہوگی تو مہدیؑ کے قتل کا فتویٰ دیں گے جیسا کہ اس کی تصریح کی ہے فتوحات میں اس سے قبل اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ **تفسیر حقایق سلمی میں** تحت آیت قل ھٰذہٖ سبیلی الآیۃ (کہہ دو محمدؐ یہ میری راہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف بینائی پر میں اور وہ بلائے گا جو میرا تابع ہے) فرمایا مفسرؒ نے پس فرق کیا گیا ہے درمیان داعی الی اللہ اور درمیان داعی الی سبیل اللہ کے اور اسی وجہ سے داعی الی سبیل اللہ کی قبولیت اللہ کی عبادت اور اس

کے فرایض طبیعت کے موافق ہونے کی وجہ سے زیادہ ہوئی اور داعی [1] الی اللہ کی قبولیت کم ہوئی کیونکہ اس میں طبیعت اور نفس کی مخالفت ہے۔

اے بھائی یہی سبب تھا کہ تھوڑے لوگ مہدیؑ کو قبول کئے کیوں کہ مہدیؑ تمام ماسوی اللہ کو ترک کرنے کے ساتھ خالص داعی الی اللہ ہیں۔

دیگر جاننا چاہیئے کہ حسد اور حرص اور مال وجاہ کی محبت ایسے رہزن ہیں کہ اگر یہ چیزیں کسی کا دامن پکڑ لیں تو جان بوجھ کر حق پوشی اور انکار کرتا ہے چنانچہ جواہرالتفسیر میں تحت آیت ولا تشتروا الایۃ (مت خرید وتم میری آیتوں کے عوض میں تھوڑی سی قیمت کو) لکھتے ہیں کہ بدل مت کروتم میری آیتوں کے عوض میں جو میری کتاب توریت ہے تھوڑی سی قیمت کو یہ خطاب علماء یہود سے ہے کہ عوام الناس ان علماء کو کھیتیوں کا محصول وظیفہ کے طور پر دیتے تھے اور یہ علماء رخصت کے مسائل بتا کر عبادتوں کی تخفیف کا فتویٰ دیتے تھے اور ان میں کے امیر لوگ جیسے کعب بن اشرف اور حیی بن اخطب علماء کے پاس ہدیہ بھیجتے تھے تو یہ علماء توریت کی آیتوں میں تحریف وتبدیل کر کے محمد ﷺ کے معاملہ کو چھپاتے تھے حاصل یہ کہ قوم کی ریاست اور بزرگی ان بدبختوں پر رہی تھی اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے علماء کی ملامت کی کہ میری کتاب کو تھوڑی سی چیز کے عوض میں مت بیچو اور دنیا کا نفع اگر چہ کہ بہت ہو لیکن آخرت کے نفع کے مقابلہ میں جو تم سے فوت ہو رہا ہے بہت کم ہے **منقول ہے کہ** ایک روز کعب بن اشرف نے علماء توریت کی ایک جماعت سے پوچھا کہ تم اس مرد کے معاملہ میں جو نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے یعنی محمد ﷺ کو کیا کہتے ہو تو ان علماء نے جواب دیا کہ ہم کو یقین ہے کہ وہی پیغمبر موعود ہے کعب نے حسد سے کہا اگر اس کے سوائے تم دوسری بات بولتے تو تم کو میرے پاس سے صلہ اور ہدیہ تیار ملتا پس خسیس طبیعت اور کم ہمت علماء کی قوت حرص حرکت میں آئی اور انہوں نے کہا کہ ہم نے جو پہلے کہا تھا غور وفکر کے ساتھ نہیں کہا تھا اگر تو مہلت دیوے تو پھر ہم توریت میں دیکھتے ہیں اور اس معاملہ کی حقیقت سے تجھے خبر دیں گے دوسرے دن ان علماء نے ہدیہ کی طمع سے سید عالمؐ کی نعت کو دجّال کی صفت سے بدلکر کہا کہ ہم نے غلطی کی تھی یہ وہ شخص نہیں ہے جس کے آنے کی بشارت ہم کو توریت میں دیئے ہیں اور اس کی پیروی کا وعدہ ہم سے لئے ہیں۔ کعب بن اشرف ان علماء کی بات کو خوشی سے سنکر ان علماء میں سے ہر ایک عالم کو ایک ایک صاع جو (پونے تین سیر جو) اور چار چار گز کرپاس (موٹا کپڑا) دیا اور ان علماء نے کتاب جلیل کو متاع قلیل کے عوض بیچ دیا۔

اے بھائی انصاف سے دیکھ کہ کعب بن اشرف لعین کو حسد اور جاہ نے گھیر لیا اور ان کمینی ہمیت والے علماء کو حرص نے گھیر لیا اور

---

[1] تمام خلفاء اللہ علیہم السلام نے دعوت الی اللہ فرمائی لیکن ان کی دعوت ماننے والے تھوڑے ہوئے اور تمام اولیاء اللہ رحمہم اللہ دعوت الی سبیل اللہ فرمائی ان کی پیروی کرنے والے بہت ہوئے۔

اگر کسی میں یہ دونوں جمع ہوجائیں یعنے حسد اور مال و جاہ حق پوشی کرے اور اس شخص سے جو اس کو بخلاف اس کے خواہش نفسانی کے دعوت الی اللہ کرتا ہو تو اس کا انکار کرتا ہے اور عداوت ظاہر کرتا ہے اگر چہ کہ دعوت دینے والا برحق ہو چنانچہ اس سے پہلے کئی دفعہ معلوم ہوا۔اے عزیز جواہر التفسیر میں تحت آیت ویفسدون فی الارض (فساد پیدا کرتے ہیں زمین میں) لکھا ہے کہ مفسدین سے مراد یہود کے علماء ہیں جنھوں نے پیغمبر ﷺ کی صفت کو چھپا کر عوام کو آپؐ کی تصدیق سے روکا اور کسی گروہ کے فساد کا دنیا میں وہ اثر نہیں ہے جو علماء کی بدکرداری کا ہے کیونکہ دوسرے لوگ ان کی پیروی کر کے شرع میں ضعیف الاعتقاد ہوتے ہیں اور گذرے ہوئے لوگوں کو بھی اسی صورت پر تصور کر کے ان کے حق میں بھی بدگمان ہوتے ہیں اور یہ دو صفتیں ان کو گمراہی کے مقامات ہلاکت وضلالت کے تنگ مقامات میں ڈالدیتے ہیں ہم ہدایت کے بعد گمراہی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں بصائر میں لایا ہے کہ کسی شریعت کا قانون درہم برہم نہوا اور کسی ملت کی بنیاد منہدم نہوئی مگر اسی وقت جبکہ اس ملت کے علماء کے افعال بہ سبب جاہ پرستی اور مال کی زیادتی کی طلب کے خدا اور رسولؐ کے اقوال کے خلاف خواہش نفسانی کی پیروی کی صورت میں خلق پر ظاہر ہوئے۔اے درویش

بیت

علماء حق کے راستہ کو دکھانے والے ہیں
شرع کی زینت اور ملک کی تنظیم کا باعث ہیں
جب تک کہ علماء کا قول و فعل یکساں رہتا ہے
تو ان کی پیروی کی جاسکتی ہے
اور اگر علماء فساد کی طرف راغب ہوجائیں
رہنما نہیں ہیں رہزن ہیں
راستہ بتانے والا جب یکایک خود بھٹک جائے
تو دوسروں کی رہبری کیا کرے

یہاں تک جواہر کی عبارت ہے۔اے بھائی علماء زمانہ کو انصاف کی نظر سے دیکھ اور جس پر جاہ و مال کی محبت امیروں اور بادشاہوں کی صحبت اور روزینہ سالانہ ماہوار، کھیتی باڑی اور خلق کی رجوع کی محبت غالب ہو اور ان چیزوں کا ہمیشہ طالب ہو تو اس کو حدیث اور تفسیر کے حکم سے رہزن سمجھ اور اس کے کہنے پر خاتم الاولیاءؑ کی تصدیق سے باز مت رہ بلکہ طلب صادق کے طور پر حضرت مہدیؑ کے صفات اور آپؑ کے اوامر ونواہی کی تحقیق کر کے ان کا مقابلہ قرآن حدیث اجماع اُمت اور اولیاءؒ

گذشتہ سے کر اور مہدیؑ کے خلفاء سے تحقیق کرتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس امر کی حقیقت کو تجھ پر ظاہر کرے اور خاتم الاولیاءؑ کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے فضل سے تجھ کو روزی ہو۔ نیز جاننا چاہیئے کہ جو کچھ لوگ مہدیؑ کے بارے میں علامتوں کو طلب کرتے ہیں کہ مال تقسیم کریں گے اور فرشتہ ندا کریگا کہ یہی مہدیؑ ہے اور زمین کو مہدیؑ عدل سے بھر دیں گے اس قسم کے سوالات کر کے ذات انبیاءؑ صفات (مہدیؑ) کی تصدیق سے باز رہتے ہیں اور آپؑ کی صفات میں جن سے آپؑ کی تصدیق واجب ہوتی ہے غور نہیں کرتے دنیا اور آخرت کے گھاٹے کو قبول کرتے ہیں ان کے ان سوالات میں مہدیؑ کی سچائی علامت ہے کیونکہ رسول ﷺ سے لوگوں نے اسی قسم کے سوالات کئے اور انہی سوالات کی وجہ سے خاتم الانبیاءؑ کی تصدیق سے باز رہے چنانچہ تفسیر معالم التنزیل میں تحت آیت ولو ان قرانا الخ (اور اگر قرآن ایسا ہوتا کہ اس کے پڑھنے سے پہاڑ چلادیئے جاتے) فرماتے ہیں کہ یہ آیت مکہ کے مشرکین کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی جن میں جسب ذیل لوگ بھی شامل تھے ابوجہل ابن ہشام عبداللہ ابن امیہ وغیرہ یہ لوگ کعبہ کے پیچھے بیٹھ گئے اور نبی ﷺ کو کسی کے ذریعہ سے بلوا بھیجا پس نبی ﷺ ان لوگوں کے پاس آئے تو عبداللہ ابن امیہ نے آپؐ سے کہا اگر ہمارا پیروی کرنا تجھے بھلا معلوم ہوتا ہے تو مکہ کہ پہاڑوں کو قرآن پڑھ کر چلادے اور پہاڑوں کو ہم سے دور کردے تا کہ مکہ کی زمین کشادہ ہو جائے کھیتوں کے واسطے یہ زمین بہت تنگ ہے اور اس زمین میں ہمارے واسطے چشمے اور ندیاں نکالدے تا کہ ہم درخت لگائیں اور زراعت کریں اور باغات بنائیں اور تو اپنے رب کے پاس داؤدؑ کے مقابلہ میں تو کم درجہ کا نہیں ہے جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے کیونکہ پہاڑ داؤدؑ کی اطاعت کرتے تھے اور اس کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے یا ہوا کو ہمارے تابع کردے کہ ہم اس کے تخت پر سوار ہو کر اپنی ضرورتوں کے لئے ملک شام جائیں اور ایک ہی دن میں واپس ہو جائیں اور ہوا سلیمان کی اطاعت کرتی تھی اور تو اپنے رب کے پاس سلیمان سے کم درجہ کا تو نہیں ہے جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے اور تیرے دادا قصی کو ہمارے سامنے زندہ کر کے بتادے یا ہمارے باپ دادا اور ہمارے مردوں میں سے جس کو زندہ کرنا چاہتا ہے زندہ کر کے بتادے ہم تیرے متعلق ان لوگوں سے پوچھ لیں گے کہ تو جو کہہ رہا ہے حق ہے یا باطل کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے اور تو اللہ کے پاس عیسیٰؑ سے کم درجہ کا نہیں ہے پس اللہ عزوجل نے نازل کیا۔ اگر قرآن ایسا ہوتا کہ اس کے ذریعہ سے پہاڑ چلائے جاتے یعنے زمین سے دور کردیئے جاتے یا زمین کاٹ دی جاتی یعنے شق کی جاتی اور ندیاں اور چشمے بنادیئے جاتے یا اس کے ذریعہ سے مردے بات کرائے جاتے۔ یعنی اگر تمام اموران کی خواہش کے موافق ظہور میں آتے تو بھی یہ ایمان نہ لاتے اور قرآن کو شعر اور بہتان اور خواب پریشان کہتے اور آنحضرت ﷺ کا نام شاعر کاہن جادوگر اور دیوانہ رکھتے اور کہتے۔ ہم ایمان نہ لاویں کسی رسول پر جب تک کہ وہ ہمارے پاس لاوے ایک نیاز جس کو کھا جائے آگ۔ نیز کہتے اگر وہ سچا نبی ہوتا تو اس کو شکست نہ ہوتی اور کہتے بیشک نبی جب

نکلے لوگوں کے درمیان سے اور لوگ اس کو جھٹلائیں تو اللہ بھیجتا ہے ان پر عذاب اور یہ نبی تو ہم پر کوئی عذاب نہیں لایا حالانکہ ہم اس کو جھٹلاتے جارہے ہیں اور اپنے کو رحمۃ اللعالمین کہتا ہے اور اس پر دنیا کے سب لوگ ایمان نہیں لائے تاکہ وہ رحمۃ اللعالمین ثابت ہو جاتا۔ تفسیر زاہدی میں سورۂ بنی اسرائیل میں قول اللہ تعالیٰ کا یا ہو جائے تیرے لئے کوئی گھر طلائی یا تو چڑھ جائے آسمان میں اور ہم ہرگز تیرے چڑھنے کا یقین نہ کریں گے جب تک تو ہم پر ایک کتاب اتار کر نہ لاویگا جس کو ہم پڑھ لیں۔ یعنے ہم ایمان نہیں لائیں گے تجھ پر جب تک تیرا گھر طلائی نہ ہو جائے اور ہم ایمان نہیں لائیں گے تجھ پر جب تک تو آسمان پر نہ چڑھجائے ہم تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تو آسمان پر جا کر ہم میں سے ہر ایک کے نام خدا کی کتاب نہ لائے اس میں یہ ہو کہ یہ کتاب اللہ کی ہے فلاں ابن فلاں کی طرف یہاں تک کہ پڑھیں ہم اس کتاب کو (تو اللہ نے آنحضرت ﷺ کو یہ کہنے کا حکم فرمایا) کہدو اے محمدؐ پاک ہے اللہ میں تو ایک بشر اللہ کا بھیجا ہوا ہوں اور بس اور لوگوں کو نہیں مانع ہوئی ایمان لانے سے جب کہ ان کے پاس ہدایت آچکی مگر یہی بات کہ لگے کہنے کیا اللہ نے بشر کو پیغامبر بنا کر بھیجا ہے اللہ تعالیٰ کافروں کی بہانہ جوئی بتا رہا ہے اور فرماتا ہے کہ ان کافروں کو ایمان لانے سے باز نہیں رکھتیں ہے کوئی بات مگر یہ کہ لوگ کہتے ہیں کہ آیا خدائے تعالیٰ نے بھیجا مخلوق پر آدمی کو پیغمبری دیکر اس کا مطلب یہ ہیکہ ایمان لانا تو بذریعہ حجت کے ان پر لازم ہو گیا ہے اور اے محمدؐ وہ لوگ جانتے ہیں کہ تو حق پر ہے اب بہانہ یہ کر رہے ہیں کہ آدمی کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے انتہیٰ ان طویل عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ عالموں اور زمانہ کے لوگوں پر تعجب ہے کہ سنتے ہیں اور جانتے ہیں کہ حق تعالیٰ ایسی قوم کی مذمت اور رسوائی بیان کر رہا ہے جو اللہ کے نبیؐ کے ساتھ اس قسم کے ناپسندیدہ سوال کئے اور باطل حجتیں پیش کیں اور ان کو بہانہ بنا کر ایمان سے باز رہے اور جانتے تھے کہ اللہ کا نبیؐ برحق ہے (اسی طرح امام مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ کے معادین و مخالفین) ان تمام قصّوں کو قرآن شریف اور اسلامی کتابوں سے پڑھتے ہیں اور دیدہ و دانستہ نامعقول حجت اور بیکار بہانوں سے مہدی علیہ السلام کی تصدیق سے باز رہتے ہیں اور یقین سے جانتے ہیں کہ حضرت مہدیؑ نے دین کی نصرت کی اور دین خالص کی طرف دعوت فرمائی اور شریعت وطریقت میں کسی قسم کی کمی اور زیادتی نہیں کی اور اصول وفروع میں کسی قسم کا فرق پیدا نہیں کیا چنانچہ خدا اور رسول اور تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا اور اولیاءؒ کی ولایت فرشتوں اللہ کی کتابوں قبر سوال قبر حشر پلصراط میزان حساب اعمالنامہ بہشت دوزخ شفاعت نزول عیسیٰؑ اور عیسیٰؑ کا دجّال کو قتل کرنا اس کے علاوہ تمام علامات قیامت اور مغرب سے آفتاب طلوع ہونے تک توبہ کا دروازہ کھلا رہنے کا اقرار اور تمام مسائل فروع چنانچہ نماز پنجگانہ وتر نماز جنازہ عیدین روزۂ رمضان تراویح فطرہ قربانی عشر زکوٰۃ حج مسح موزوں پر سفر میں چہارگانی فرایض میں نماز قصر اور احکام حیض ونفاس وعتاق وطلاق ومسائل ظاہر وکفارہ ختنہ وعقیقیہ اور ہر چہار مذہب کو برحق سمجھنے اہل بیت سے محبت رکھنے اور صحابہؓ کی

تعظیم بغیر کمی بیشی کے کرنے اور ان تمام باتوں میں جن پر اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے بال برابر بھی فرق نہیں کیا اور جس قدر آیات واخبار اور اجماع سے جن چیزوں کی حرمت اور کراہت ثابت ہو چکی ہے اس میں سے کسی ایک کو مباح نہیں کہا اور اپنی طرف سے سنت وجماعت کے خلاف کسی چیز کو حرام نہیں قرار دیا اس وجہ سے کہ آپ (مہدی موعودؑ) تابع خاص اور صاحب اخلاص باطن محمدی ﷺ اسی لئے عبادت میں اخلاص اور ریا سے پرہیز کرنے کی تاکید کی اور فرائض واجبات اور سنن کے سوائے تمام نفل عبادتوں مثلاً خیرات نفل نماز اور دعا کو مخفی طور پر کرنے کیلئے فرمایا اور ذکر خفی کی تلقین کی دعا کو مخفی طور پر ادا کرنے اور نفلوں کو پوشیدہ طور پر ادا کرنے کے دلائل اور فضائل آیتوں حدیثوں اور اجماع سے اس قدر ملتے ہیں کہ حد شمار سے باہر ہیں ان میں سے کچھ اس رسالہ میں اور دوسرے رسالہ میں بھی لکھے گئے کہ ہر ایک پر تقریباً پچیس بلکہ اس سے زیادہ دلیلیں لکھی گئیں اور اس ذات انبیاءؑ صفات (مہدی موعودؑ) کا فیض اس قدر رہا کہ شمار میں نہیں آ سکتا کئی سو اشخاص بلکہ کئی ہزار فاسق رہزن جاہل اور طالبان دنیا محض اس بدر منیر روشن ضمیر کی ملاقات سے درجۂ کمال کو پہنچے اور اخلاق پسندیدہ مثلاً ترک دنیا طلب مولیٰ ذکر دوام تجرید تمام مخلوق سے علٰحدگی نماز وروزہ حلم وحیا صدق وصفا امانت ووفا دیانت وصیانت حق گوئی حق جوئی تسلیم تفویض توکل صبر قناعت شجاعت ایثار فقر واخلاص محاسبۂ نفس مرابطہ مراقبہ مشاہدہ مکاشفہ فاقہ کی برداشت دینوی تعلقات سے باطن کو منقطع کر دینا علو ہمت محض ذات خدا کی طلب اوقات کی رعایت سیاسی کاموں سے بے تعلقی اللہ کا خوف اور اللہ سے امید انصاف اور احسان کرنا وغیرہ اعمال صالحہ اس حد تک حاصل کئے کہ ان سب کا ذکر کرنا دشوار ہے اور یہ خصلتیں معتبر راویوں سے متواتر سننے سے بھی اور گروہ مہدیؑ میں بظاہر دیکھنے سے بھی مجھے معلوم ہوئیں اگر میں مصدقانِ مہدیؑ کی مذکورہ خصلتوں کے بیان کرنے میں ذرا بھی جھوٹ اپنی طرف سے لکھا ہوں تو اس آیت کے تحت آ جاؤنگا اور اس سے بڑھکر ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا۔ اور اگر کوئی شخص ان سچی باتوں کو جھوٹ سمجھے گا تو وہ اس آیت میں داخل ہے۔ پس تباہی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے اور نیز اس آیت میں وہ داخل ہے پھر اس سے بڑھکر ظالم کون جس نے۔ جھوٹ بولا اللہ پر اور جھٹلایا سچی بات کو کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانہ نہیں ہے۔ یہ خصلتیں جو مذکور ہوئیں۔ مہدی علیہ السلام کی پیروی کرنے والوں کی ہیں لیکن اگر تو چاہتا ہے کہ حضرت مہدیؑ کے احوال جو ان کے متبوع ہیں معلوم کرے تو کتاب معجزات المہدیؑ جس میں سو سے زیادہ معجزے ہیں مانند انبیاء علیہم السلام کے معجزوں کے اس کتاب سے معلوم کرتا کہ تجھ کو مہدیؑ کی سچائی کا یقین حاصل ہو پس اے برادر انصاف کر کہ جو ذات انبیاءؑ صفت ہو اس کی ملاقات اور صحبت اور اس کی باتوں میں ایسی تاثیر ہو اور رسولؐ کی روح سے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی ارواح سے ہمراز و دمساز ہو اور جو کچھ کہے اور کرے اللہ کے حکم سے کہے اور کرے اور دین خالص کی طرف دعوت کرے تو کس طرح اس سے انکار کیا جا سکتا ہے اور کس

سبب سے اس کی دعوت سے منہ موڑا جاسکتا ہے اور کس وجہ سے اس کے دین کی تحقیق نہیں کرنی چاہیئے اور کس آیت کس حدیث اور کس اجماع کی بناء پر ایسی قوم کو ستانا اور شہروں سے نکالنے کا فتویٰ دینا چاہیئے اور کس دلیل سے ان کی نسبت گمراہی کی طرف کرنی چاہیئے بہتّر ملت کی بداعتقادی بطلان اور فساد جو مشہور ہے تو سنا ہو گا ان کی برائیوں میں سے امام علیہ السلام کے گروہ میں کس برائی کو تو نے دریافت کیا جو ایمان نہیں لاتا ہے اور ان سے عداوت رکھتا ہے اور اگر تو یہ کہتا ہے کہ علماء اُمت مرحومہ قبول نہیں کرتے ہیں تو اے عزیز گوش ہوش سے سن کہ آنحضرت ﷺ نے علماء کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں ایک ورثۃ الانبیاءؑ یہ وہ علماء ہیں جو بادشاہوں سے نہیں ملتے اور توانگروں کی طرف توجہ نہیں کرتے اور جب علماء بادشاہوں سے ملتے ہیں اور توانگروں کی طرف توجہ کرتے ہیں تو وہ علماء دین کے چور اور لٹیرے بن جاتے ہیں پس پہلی قسم کے جو علماء تھے وہ تو ایمان لا چکے اور نہیں پائے گئے وہ مگر تھوڑے اور دوسری قسم کے علماء پس وہ ایمان نہیں لائیں گے اس وجہ سے ان کی مشابہت علماء یہود و نصاریٰ سے کی گئی جیسا کہ گذرا۔اے برادر تابع متبوع کے حکم میں ہوا کرتا ہے رسولؐ کی ظاہری صفت نبوت تھی منکران نبوت کا حال بیان کیا گیا رسولؐ کی باطنی صفت ولایت تھی اور مہدیؑ نبیؐ کی باطنی صفت ولایت پر قیام فرمائے اور ظاہر ہے کہ محمدؐ کی نبوت اور محمدؐ کی ولایت میں کوئی فرق نہیں جیسا کہ اس کی تصریح تفسیر بحرالحقایق میں کی گئی ہے کہ جس نے نبیؐ کی ولایت کا انکار کیا تو اس نے نبیؐ کی نبوت کا انکار کیا۔اب اس حدیث کے معنی سن جس کو علماء زمانہ اور دوسرے لوگ بہانہ بنا کر مہدیؑ کی تصدیق سے باز رہے ہیں فرمایا نبیؐ نے مہدیؑ کے حق میں کہ راضی ہوں گے اس سے آسمان اور زمین کے رہنے والے اور نہیں چھوڑے گا آسمان اپنی بارش میں سے کوئی چیز مگر اس کو برسادیگا اور نہیں چھوڑے گی زمین اپنی نباتات میں سے کوئی چیز مگر اس کو اگادیگی یہاں تک کہ آرزو کریں گے زندے اپنے مردوں کے متعلق کہ ان کے مردے زندہ ہو جائیں اور علماء زمانہ اس حدیث کو انکار کا بہانہ بنا کر ایسی شرح کرتے ہیں کہ تمام زمین و آسمان کے رہنے والے مہدیؑ کے گرویدہ ہو جائیں گے اور ایمان لائیں گے اور نہیں روکے گا آسمان اپنے پانی سے کسی چیز کو مگر تمام برسادیگا اور نہیں روکے گی زمین اپنی نباتات میں سے کسی چیز کو مگر سب نباتات کو باہر لائے گی یہاں تک کہ آرزو کریں گے زندے مردوں کے متعلق کہ ان کے مردے زندہ ہو جائیں اور مراد اس حدیث کی یہ لیتے ہیں کہ بارش موافق برسے گی اور زمین سے پورا غلہ نکلے گا اور اہل زمانہ اپنے شکم پر کریں گے اور اپنے مردوں کے متعلق آرزو کریں گے کہ کاش وہ بھی زندہ ہوتے اور اپنا شکم پر کرتے اور اپنی نادانی کے سبب سے کہتے ہیں کہ جوابات اِس حدیث میں مذکور ہے سید محمدؑ کے زمانہ میں پیدا نہ ہوئی پس وہ مہدیؑ کس طرح ہوں گے اور اسی سبب سے مہدیؑ کے ساتھ مخالفت کرتے ہیں اور بالکل نہیں سوچتے کہ حدیث کے یہ معنی جو انہوں نے بیان کئے نص قرآن و سنت الٰہی اور احوال انبیاءؑ و اولیاءؒ کے خلاف ہیں کیونکہ آدمؑ سے محمد مصطفےٰ ﷺ تک کسی نبی کو اللہ تعالیٰ نے اس واسطے نہیں بھیجا

کہ مخلوق کوان کے ذریعہ سے دنیااورنفس کی مراد حاصل ہو بلکہ تمام انبیاءؑ کواس لئے بھیجا کہ مخلوق کو دنیوی اشغال اور لذت دنیا سے نکالیں اور خدائے تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت کی ترغیب ودعوت دیں جیسا کہ فرمایا نبیؐ نے نہیں بھیجے گئے انبیاءؑ کبھی مگر واسطے بھاگنے مخلوق کے دنیا سے خدا کی طرف ۔اور اللہ نے اپنے کلام میں خبر دی ہے کہ جس کسی زمانہ میں رسول بھیجا اس زمانہ کے لوگوں کو بغیر آزمانے کے نہیں چھوڑا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور ہم نے نہیں بھیجا کسی بستی میں کوئی نبی مگر ہم نے پکڑا وہاں کے رہنے والوں کوسختی اور تکلیف میں تاکہ وہ لوگ گڑ گڑائیں اور جب انہوں نے عاجزی اور زاری نہیں کی اور پیغمبر کی نصیحت سے منہ موڑ لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کرنے کے لئے ان کے مقصود کے دروازوں کو کھول دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھر جب وہ بھول بیٹھے اس نصیحت کو جوانہیں کی گئی تھی تو ہم نے کھول دئے ان پر ہر چیز کے دروازے یہاں تک کہ جب وہ خوش ہوئے پائی ہوئی چیزوں سے تو ہم نے ان کو یکا یک دھر پکڑا تب ہی بے آس ہو کر رہ گئے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اگر اللہ کشادہ کردے روزی اپنے بندوں کے لئے تو وہ ضرور سرکشی کریں ملک میں ولیکن اتارتا ہے اندازے سے جس قدر چاہتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں سے باخبر دیکھنے والا ہے اور دوسری آیتیں بہت سی دلالت کرتی ہیں کہ انبیاءؑ کی بعثت میں یہ حکمت ہیکہ ان کے واسطہ سے لوگوں کو توحید اور خدا کی معرفت حاصل ہو پس ناچار مہدیؑ جو خاتم الرسل کے تابع ہیں ان کو بھی خدا نے اسی مطلب کے لئے بھیجا اور حدیث کے معنی یہ ہیں کہ تمام فرشتے اور مومنین مہدیؑ سے راضی ہوں گے اور رحمت کے دروازے آسمان وزمین سے کھول دیئے جائیں گے اور کامل فیض الٰہی کی بارش ایمان کی صلاحیت رکھنے والوں کے دلوں پر ہوگی اور اس فیض کے واسطہ جو مومنوں کے دل میں ہوگا توحید معرفت اسرار محبت اور شوق کی روئید گیاں ان کے دلوں سے ظاہر ہونگی اس قدر کہ زندے اپنے مردوں کے متعلق آرزو کریں گے کہ کاش وہ لوگ بھی مہدیؑ کے زمانہ میں ہوتے تو انکو بھی فیض الٰہی ملتا اور یہ حدیث اس حدیث کی تفسیر ہے جو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت کی مثال بارش کی مثال ہے نہ معلوم اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا اس کا آخری حصہ اور اکثر حدیثیں اور روایتیں جو مہدیؑ کے حق میں وارد ہوئی ہیں اور ان میں جو علامتیں اور نشانیاں مذکور ہیں۔امام مہدی موعودؑ کی سچائی پر دلالت کرتی ہیں اور تائید کرتی ہے اس معنی کی وہ تفسیر جس کو مولانا عبدالرحمٰن کاشیؒ نے اپنی تفسیر تاویلات القرآن سورۂ واقعہ میں قولہ تعالیٰ وقلیل من الاٰخرین (اور تھوڑے آخرین سے) کے تحت ذکر کیا ہے کہ سبقت لے جانے والے اس کے زمانہ میں یعنے مہدیؑ کے زمانہ میں اکثر ہوں گے بہ سبب ان کے اصحاب قیامت کبریٰ اور اہل کشف وحضور ہونے کے۔اب رہا جواب روے زمین کو عدل وانصاف سے بھرنے کا تو اس سے پہلے اس جواب کا ذکر ہو چکا ہے اسی کے متعلق کچھ اور سن لو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور ہم نے تجھ کو تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔صاحب مدارک اور صاحب کشاف نے کہا ہے کہ رسول ایسی ہدایتوں کو لے کر آئے کہ وہ ان لوگوں کو سعادت

کی نعمت سے سرفراز کرتی تھی اوران کورحمت الٰہی کے مستحق بنای تھیں جنہوں نے ان ہدایتوں کی پیروی کی اور جنھوں نے ان کی مخالفت کی اور پیروی نہیں کی تو اپنے خواہش نفس پر عمل کئے پس انہوں نے ان ہدایتوں سے اپنے حصہ کو ضایع کر دیا اس کی مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک میٹھے پانی کے چشمہ کو جاری کیا جو دنیا کے تمام انسانوں کو کافی ہوسکتا تھا جن لوگوں نے اس چشمہ سے اپنے کھیتیوں کو پانی دیا اور اپنے چوپایوں کو پانی پلایا تو وہ کامیاب ہوئے اور سعادت حاصل کئے اور جو لوگ افراط و تفریط میں پڑ کر اس چشمے سے پانی حاصل کرنے کی کوشش میں ناکام رہے تو انہوں نے اپنا حصہ اس چشمہ سے ضایع کر دیا وہ بہایا ہوا چشمہ بذاتہ اللہ کی نعمت اور فریقین کے واسطے رحمت تھا لیکن کاہلوں کے لئے وہ محنت اور زحمت بن گیا کیونکہ انہوں نے نفع دینے والی چیز کو خود پر حرام قرار دے لیا۔

نیز اس باب معجزا مہدیؑ میں سے ایک معجزہ سنو کہ وہ ذات مقدس اس قابل اور لایق تھی کہ زمین کو عدل اور ایمان سے پُر کرے لیکن مشیّت یزدی نہ تھی چنانچہ نقل ہے کہ ایک روز حضرت مہدیؑ کے سامنے ایک شخص نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول ﷺ کو صراط مستقیم پر بھجوایا اور نیز حکم کیا کہ مخلوق کو بلا اپنے رب کے راستہ کی طرف۔اس کے باوجود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مخلوق کی ہدایت کرنا تیرے ذمہ نہیں ہے لیکن اللہ جن کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے یہ کیا بات ہے؟ تو حضرت امامؑ نے فرمایا کہ ایک ساعت ٹھیرو تمہارے سوال کا جواب واضح کر دیتا ہوں ایک ساعت گزری کہ ایک زناردار کافروں کی وضع قطع کے ساتھ راستہ سے گذرا تو حضرت امامؑ نے اس کو بلایا وہ آگیا پس وہ آتے ہی فرمایا کہ زنار توڑ دے اور ٹیکہ جو پیشانی پر لگایا ہے نکال دے اور کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ اور تصدیق کر یہ بندہ مہدیِ موعودؑ ہے اور امامؑ نے اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو کچھ فرمایا وہ شخص بجالایا اس کے بعد فرمایا کہ جا ممبر پر چڑھ اور کلام اللہ پڑھ وہ شخص مسلمان مصدق امامؑ کا معتقد ہوکر منبر پر گیا اور تمام کلام اللہ زبانی پڑھتا تھا اور کوئی خطا نہیں ہوتی تھی اس کے بعد امام بحر وبرّ نور النور محبوب رحیم الغفور نے سائل مذکور کو فرمایا کہ تو نے دیکھا (تیرے سوال کا جواب) اگر حضرت رسول ﷺ اور آپ کے تابع امام مہدیؑ چاہیں تو تمام مشرق ومغرب کے لوگوں کو ہدایت کر دیں اور سب کو مسلمان بنا دیں اور تمام دنیا کے لوگ مسلمان ہو جائیں لیکن ان کا (نبی اور مہدیؑ کا) کام رسالت کی تبلیغ ہے اور ہدایت کرنا رب العزت کا کام ہے جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گمراہی میں رکھتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے یہ معجزہ برہان قاطع ہے ان لوگوں کے مقابلہ میں جو کہتے ہیں کہ مہدیؑ بھر دیں گے زمین کو عدل وانصاف سے۔ کیوں نہی مہدیؑ بالقول اور بالفعل صلاحیت رکھتے ہیں ولیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اس کے موافق حکم کرتا ہے مہدیؑ خدا کے حکم کا تابع ہے اور خدا کے حکم سے دعوت دینے والا ہے اگر نبی ومہدی علیہما السلام چاہتے کہ تمام روئے

زمین کے لوگ مسلمان ہوجائیں تو سب کے سب مسلمان ہوجاتے اس میں کچھ شک نہیں ہے ولیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء علیہما السلام دونوں اللہ کی مراد اور اللہ کی مشیت کے تابع تھے اور بیشک اللہ نے تمام مخلوق کی ہدایت نہیں چاہی جیسا کہ تفسیر لباب التاویل میں ذکر کیا گیا ہے تحت قولہ تعالیٰ افلم یائیس الذین الخ (کیا نہیں جانا مومنوں نے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہدایت کردیتا تمام لوگوں کو) مفسر نے کہا ہے کہ اہل سنت والجماعت نے تمسک کیا ہے قول سے اللہ تعالیٰ کے کہ اگر چاہتا اللہ تو سب لوگوں کو ہدایت کردیتا، اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی ہدایت نہیں چاہی اس کے مانند قرآن شریف میں بہت سی آیتیں ہیں اور مقصود یہاں اختصار ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کے حق میں فرمایا ہے کہ اور ہم قرآن میں سے وہ آیتیں نازل کرتے ہیں جو شفا اور رحمت ہیں مومنوں کے لئے اور کافروں کو تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے۔ پس مہدیؑ قرآن شریف کی طرح رحمت ہیں ان لوگوں کے لئے جو آپؑ پر ایمان لائے اور مہدیؑ بھرتے ہیں زمین کو عدل وانصاف سے اپنے زمانہ کے ان لوگوں میں جنھوں نے آپؑ کی پیروی کی اور آپؑ کے حکم اور آپؑ کے توحید کے ارشاد کو لے لیا اور دنیا و آخرت سے منھ پھیر کر اللہ میں مشغول ہوگئے پس وہ لوگ نجات پائے اور انہی لوگوں نے ارشاد الیٰ اللہ کا حصہ حاصل کیا ہمارے حضرت مہدی علیہ السلام اللہ کی جانب سے ارشاد کی نعمت لیکر آئے اس حیثیت سے کہ اگر اس نعمت ارشاد سے روئے زمین کے تمام لوگ مستفید ہوتے والبتہ سعادت حاصل کرتے اور رحمت کے مستحق ہوتے اور تمام روئے زمین عدل و انصاف سے بھر جاتی پس جب امام مہدی موعود خلیفۃ اللہ نے دعوت الی اللہ ظاہر فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے پاس سے لائی ہوئی نعمت کو پہونچادیا تو آپ نے اپنے حق رسالت کو ادا کردیا کیونکہ رسول پر پہنچادینے کے سوائے کوئی اور فیض نہیں ہے تو گویا آپؑ نے تمام روئے زمین کو عدل وانصاف سے بھردیا اور تمام انسانوں پر اس سے فائدہ حاصل کرنا واجب ہوگیا انہوں نے جب فائدہ حاصل نہیں کیا تو اپنے حصہ کو آپ ضایع کردیا اس میں مہدی علیہ السلام کا کیا قصور چنانچہ اس سے پہلے انبیاءؑ کے قصے ذکر کئے گئے اور لباب التاویل میں سورۂ نوح میں تحت قولہ تعالیٰ وجعل القمر الخ (اور بنایا چاند کو اس میں نور) لکھا ہے کہ یعنے آسمانِ دنیا میں اور اللہ تعالیٰ کے قول فیھن سے مراد وہ ہے جیسا کہ فرمایا نبیؐ نے کہ آیا میں بنی تمیم کے پاس۔ حالانکہ آپؐ بنی تمیم کے ایک آدمی کے پاس گئے تھے انتہیٰ پس زمین کے بعض حصہ کو عدل سے بھردینا تمام روئے زمین کو بھردینے کے مساوی ہے۔ معنی مذکور کے اعتبار سے اہل سنت کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ بعض عالموں نے یہ جو کہا ہے کہ امام کی اطاعت اگر کوئی نہ کرے تو وہ امام نہیں ہوتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے کیونکہ امام کی اطاعت لوگوں پر فرض ہے اگر وہ امام کی اطاعت نہ کریں تو ان سے نافرمانی سرزد ہوئی اس کی جس کی انہوں نے اطاعت نہیں کی۔ اور ان کی نافرمانی امام کی امامت کو ضرر نہیں پہنچاتی اگر اطاعت کا ظہور نہیں ہوا تو یہ بات لوگوں کی سرکشی کی وجہ سے ہے ان کی سرکشی امام کو امامت سے معزول

نہیں کر سکتی بلکہ وہ لوگ اپنی عدم اطاعت اور پیروی نہ کرنے اور اس کے ارشاد سے حصہ نہ لینے اور احکام شرع کے بیان کو نہ لینے کی وجہ سے اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ ابتداء اسلام میں نبیؑ کی اطاعت نہیں کی گئی اور عادتی طور پر لوگوں پر غالب نہیں ہو سکتے تھے کافروں نے آپؐ کی نصرت سے اور آپؐ کے دین سے منھ پھیر کر سرکشی کی ان کا یہ عمل نہ آپؐ کو کوئی ضرر پہنچا سکتا تھا اور نہ آپؐ کو نبی اور رسول ہونے سے نکال سکتا تھا۔ پس اسی طرح امام مہدی موعودؑ یقیناً رسول اللہ ﷺ کے قائم مقام ہیں اور تائید دیتا ہے اس بات کی وہ قول جس کو امام زاہدؒ نے اللہ کے قول **وارسلناک للناس الخ** (اور ہم نے تجھ کو رسول بنا کر بھیجا ہے تمام دنیا کے لوگوں پر اور اللہ کافی گواہ ہے) کی تفسیر میں لکھا ہے اور ہم تجھ کو رسول بنا کر بھیجے ہیں تمام مخلوق پر اور خدائے تعالیٰ تیرے رسول ہونے پر اور ان لوگوں کی گفتار پر گواہ کافی ہے تیرے رسول ہونے کے واسطے ان کے ماننے کی ضرورت نہیں تا کہ تو رسول ہووے جو رسول ہوتا ہے تو خدا کے رسول بنانے سے رسول ہوتا ہے نہ کہ مخلوق کے ماننے سے رسول ہوتا ہے تفسیر لباب میں تحت آیت **وکفی باللّٰہ شھیدا** (اور اللہ کافی گواہ ہے) لکھا ہے کہ اللہ تمام دنیا کے لوگوں پر تجھے رسول بنانے پر گواہ ہے اب کسی کیلئے سزاوار نہیں کہ تیری اطاعت اور پیروی سے نکلے تفسیر معالم التنزیل میں تحت آیت کفی باللہ شہیدا کہا ہے کہ اللہ گواہ ہے تجھے رسول بنانے پر اور تیری سچائی پر۔ اور ایک روشن دلیل سنو تا کہ تمہارا پردہ اُٹھ جائے اور ان دلیلوں پر یقین حاصل ہو چنانچہ تفسیر مدارک التنزیل میں **تلک الرسل** کے آغاز میں اللہ کے قول ہذا ان میں سے بعض ایمان لائے اور بعض کافر ہوئے کے تحت فرماتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ میری مشیت سے ایمان لائے اور میری مشیت سے کافر ہوئے یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے پیغمبروں کے امور کو اسی طریقہ پر جاری کیا ہوں کہ تمام اُمت نے کبھی ان کی اطاعت پر اتفاق نہ کیا نہ ان کی زندگی میں اور نہ انکی وفات کے بعد بلکہ اختلاف کرتے رہے اور بعض ان میں ایمان لائے اور بعض کافر ہوئے پس تفسیروں کے مفہوم سے معلوم ہوا کہ مخلوق کی طرف بھیجے ہوئے رسول جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قول **وجعلنا هم ائمة يهدون** میں ائمہ فرمایا ہے کہ وہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں بہ سبب اس کے کہ انہوں نے صبر کیا وہ پیغمبر ہوتے ہیں اور امام بنتے ہیں مخلوق کے ماننے کی وجہ سے کیونکہ مخلوق کا نہ ماننا ان کے رسول اور امام ہونے میں کوئی اعتراض پیدا نہیں کر سکتا نیز تائید کرتا ہے اس بات کی جو ذکر کیا گیا ہے معالم التنزیل میں تحت قول اللہ تعالیٰ **وثلة من الاولين** الخ (ایک بڑی جماعت ہے اگلے لوگوں میں سے اور ایک بڑی جماعت ہے پچھلوں میں سے) روایت ہے سعید بن جبیر کی اور وہ روایت سے عبداللہ ابن عمرؓ کی کہا کہ نکلے رسول اللہ ﷺ ہم پر ایک دن پس فرمایا کہ پیش کی گئیں میرے اوپر امتیں پس گذرے میرے سامنے سے ایک پیغمبران کے ساتھ صرف ایک ہی آدمی تھا پھر گذرے دوسرے پیغمبران کے ساتھ دو آدمی تھے پھر گذرے تیسرے پیغمبران کے ساتھ دو سے زیادہ آدمی تھے پھر گذرے

چوتھے پیغمبران کے ساتھ ایک جماعت تھی پھر گذرے ایک پیغمبرانکے ساتھ کوئی بھی نہ تھا یہی حال امام مہدیؑ کا ہے کہ آپؑ کے امام ہونے میں کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا اور نہ آپؑ کی مہدیت میں کوئی نقصان پیدا ہوسکتا ہے اگر دنیا کی تمام مخلوق آپؑ کی اطاعت اور پیروی نہ کرے اب سمجھ لیجئے اللہ تمہاری ہدایت کرے۔ نیز اور ایک جواب باصواب اس باب میں سن لیجئے جو تفسیر لباب التاویل میں تحت قولہ تعالیٰ افلم یائیس الذین الخ (کیا نہیں جانا مومنوں نے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہدایت کر دیتا تمام لوگوں کو) مفسر نے کہا ہے کہ اہل سنت والجماعت نے تمسک کیا ہے قولہ تعالیٰ ان لو یشاء اللہ لھدی الناس جمیعا سے اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی ہدایت نہیں چاہی اور ولا یزال الذین کفروا الخ) اور ہمیشہ پہنچتی رہے گی کافروں کو ان کے کئے پر مصیبت سے تمسک کیا ہے۔ یہ جواب خاص اس شخص کے لئے کافی ہے جو اہل سنت والجماعت سے ہو اور جس شخص کا تمسک سنت والجماعت کے خلاف ہو اس کو کوئی چیز بھی کافی نہیں ہوسکتی سوا اس کے کہ اللہ اس کی توبہ قبول کرے کیونکہ وہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اب سنئے پوشیدہ دعاء کی فضیلتوں کے دلائل کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام نے خاص اپنی قوم کو پوشیدہ طور پر دعا کرنے کے لئے فرمایا اور تحیۃ الوضو کے دو رکعت ادا کرنے کے بعد سجدہ میں دعا کرنے کا حکم دیا۔ اے برادر بہت سے لوگ اپنی نادانی کے سبب سے کہتے ہیں کہ مہدیؑ کی یہ قوم اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں مانگتی اور مناجات نہیں کرتی اور مغفرت نہیں چاہتی۔ اور یہ نادان لوگ نہیں سمجھتے کہ امامؑ کے پیرو آیت قرآن اور تعلیم خدا کے موافق عمل کرتے ہیں اور دعاء پوشیدہ کرتے ہیں اور اپنے پروردگار سے ایسا راز و نیاز رکھتے ہیں کہ یا دعاء کرنے والا جانے یا جس سے دعا کرتے ہیں وہ جانے غیروں سے کیا کام ان کا عمل آیت قرآنی پر ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ پکارو تم اپنے رب کو عاجزی سے اور پوشیدہ بیشک وہ دوست نہیں رکھتا ہے حد سے تجاوز کرنے والوں کو اسی آیت کے تحت تفسیر قشیری میں ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دعاء کے آداب سکھائے ہیں کیوں کہ وہ فرماتا ہے کہ پکارو تم اپنے رب کو عاجزی سے اور پوشیدہ اور یہ دعاء کے آداب ہیں انتہا اے برادر انصاف کے طریقہ سے نظر کر کہ مہدیؑ کی قوم بموجب حکم آیت کلام ربانی و تعلیم آداب سبحانی عاجزی اور پوشیدہ طریقہ سے دعا کرتی ہے اور اپنے پروردگار سے راز کہتی ہے پس مخالفین کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ مہدوی دعا نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے آیت میں دعاء کے دو آداب کی تعلیم کی ہے۔ ایک تضرع یعنے شکستگی عاجزی زاری اور خودی و ہستی نفسانیت اور نافرمانی سے بیزاری دوسرا ادب پوشیدہ طریقہ سے دعا کرنا اس طرح کہ جس سے طلب کرتے ہیں وہی جانے اور مہدیؑ کی قوم کا عمل اور اعتقاد خدا کے فضل سے ان دونوں آداب پر اس طرح ہے کہ کہہ نہیں سکتے ان کی دعا اور مناجات تحیۃ الوضو کے ادا کرنے کے بعد خلوت میں سجدہ میں اس کے موافق ہے پس مہدویوں کو تارک دعا کس طرح کہہ سکتے ہیں حضرت مہدیؑ نے مہدویوں کو جو دعاء مخفی کا حکم فرمایا ہے محض مناجات خفیہ میں

ریا نہ داخل ہونے اور خلوص کی تاکید کے واسطے ہے کیونکہ مہدیؑ کی ذات اقدس باطن محمدیؐ ہے اور اخلاص بھی امر باطنی ہے پس فرایض ظاہرہ کے سوائے جو شعار اسلام ہے باطن اور خلوت میں عمل کرنے کا حکم فرمایا واسطے حاصل ہونے اخلاص اور نہ داخل ہونے ریا کے خدا کے فضل سے یہ دونوں میں مہدویوں کو حاصل ہوتی ہیں اور محتاج و مخلص کیلئے نا امیدی کی کوئی صورت نہیں ہے اغلب بلکہ یقین ہے کہ ایسی دعا قبول ہونے کی امید ہے چنانچہ تفسیر حسینی میں اس آیت کے معنی فرمائے ہیں کہ پکارو تم اپنے پروردگار کو زاری اور پوشیدگی کے ساتھ تضرع ان کے احتیاج کی نشانی ہے اور پوشیدہ دعا کرنا اخلاص کی دلیل ہے اور محتاج اور مخلص کے لئے کوئی نا امیدی کی صورت نہیں تائید کرتا ہے اس بات کی جو ذکر کیا گیا ہے تفسیر رحمانی میں اس آیت کے تحت کیونکہ عبودیت چاہتی ہے ذلیل ہو جانے کو پس چاہیئے کہ ہووے تمہاری دعاء تضرع کے ساتھ یعنے تذلل کے ساتھ اور تذلل سوائے اس کے نہیں کہ پورا ہوتا ہے اخلاص سے پس چاہیئے کہ وہ پوشیدہ ہو کیونکہ وہ قریب ترین ہے اخلاص سے اور تفسیر مدارک میں اسی آیت کے تحت حسن سے مروی ہے کہ پوشیدہ اور علانیہ دعا کے درمیان ستّر درجوں کا فرق ہے یعنے پوشیدہ دعا علانیہ دعا سے ستّر درجے افضل ہوتی ہے۔اور تفسیر درمنشور میں اس آیت کے تحت ابن حاتم نے سند سے بیان کیا ہے زاید ابن اسلم کی روایت سے انہوں نے کہا حضرت حسنؓ دعاء جہری کو ظلم سمجھتے تھے اور قتادہؒ نے کہا کہ ہم سے یہ بات ذکر کی گئی ہیکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک گروہ کے پاس گئے جو اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے تھے ان کو دیکھ کر فرمایا یہ لوگ کیا لے رہے ہیں خدا کی قسم یہ لوگ زمین میں اگر پہاڑ کی اونچائی پر ہوتے تو اللہ کی قربت میں کچھ نہ بڑھتے قتادہؒ نے فرمایا کہ اللہ کی نزدیکی اطاعت سے ہوتی ہے تمہاری دعا سے نہیں ہوتی چاہیئے کہ دعا میں سکون وقار حسن خاموشی خاص وضع ہدایت اور حسن پرہیزگاری ہو۔اور نیز مدارک میں اس آیت کے تحت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا کہ تم لوگ کسی بہرے کو نہیں پکار رہے ہو اور نہ کسی غائب کو پکار رہے ہو تم صرف اس کو پکار رہے ہو جو سننے والا اور قریب ہے بیشک وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں ہو۔حسن سے مروی ہے کہ پوشیدہ دعا اور علانیہ دعا کے درمیان ستّر درجوں کا فرق ہے۔اور تفسیر حقایق تسلمی میں اس آیت کے تحت ہے یعنے چھپا میرے ذکر کو میرے غیر سے محفوظ رکھنے کے لئے۔کیا تو اس کو نہیں دیکھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ بہترین ذکر ذکر خفی ہے اور تفسیر کشاف میں اس آیت کے تحت ہے کہ مسلمان دعا کو پوشیدہ طور پر کرنے کی کوشش کرتے تھے اور ان کی کوئی آواز نہیں سنی جاتی تھی سوائے ہمس [1] کے جو ان کے اور ان کے رب کے درمیان ہوتا تھا اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دعا کرو تم اپنے رب سے عاجزی اور پوشیدہ طور سے۔اور اللہ تعالیٰ نے ذکریاؑ کی ثناء کی ہے پس فرمایا ہے کہ جب کہ پکارا اپنے رب کو پوشیدہ پکارنا اور پوشیدہ دعا اور علانیہ دعا کے درمیان ستّر درجوں کا فرق ہے۔اور تفسیر

---

[1] ہمس یعنے گنگناہٹ (پوشیدہ دعا) کے جو کسی کو سنائی نہ دے۔

نیسا پوری میں اس آیت کے تحت ہے کہ کہا کلبی اور ابن جریح رحمتہ اللہ علیہمانے کہ دعا میں آواز کو اونچی کرنا ظلم ہے۔اور اس بات کی تائید کرتا ہے وہ حکم جو پوشیدگی کے ساتھ دعا کو ملاکر کرنے کا ہے اور ظاہر و جوب اس آیت سے معلوم ہوتا ہے جو اللہ نے ذکریّا کی ثناء کی پس فرمایا جس وقت کہ پکارا اس نے اپنے رب کو پوشیدہ پکارنا اور نبی ﷺ سے مروی ہے کہ بہترین ذکر ذکرخفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو بقدر ضرورت ملے۔امام شافعیؒ نے فرمایا کہ آمین کو ظاہر کرنا افضل ہے اور امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ آمین کو پوشیدہ کہنا افضل ہے کیونکہ آمین اگر دعا ہے تو اس کو پوشیدہ کہنا واجب ہے۔بہ سبب قول اللہ تعالیٰ کے کہ پکارو تم اپنے رب کو عاجزی سے اور پوشیدہ طور پر اور اگر آمین اللہ کے اسماء میں سے کوئی اسم ہے تو اس کو بھی پوشیدہ طور پر کہنا ہے۔بہ سبب قولہ تعالیٰ ذکر کر اپنے رب کا اپنے جی میں عاجزی اور خوف سے انتھیٰ اور تفسیر قشیری میں تحت قولہ تعالیٰ سواء منکم الخ برابر ہے تم میں جو کوئی چپکے سے بات کہے اور جو پکار کر کہے کہا ہے یعنے برابر ہیں دونو تم میں سے جس نے خطاب کیا ہم کو اپنی زبان سے وصف دعاء کے ساتھ اور جس نے خطاب کیا ہم کو اپنے دل سے پوشیدہ سرگوشی کے ساتھ کیونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے قبولیت ہے جبکہ مشیت اور قضاء الٰہی اس کی موافقت کرے۔نیز قشیری میں ہے تحت قولہ تعالیٰ قبول کرتا ہوں دعاء کرنے والے کی دعا کو جب کہ وہ مجھے پکارے۔اور تفسیر جواہر میں اس آیت کے تحت لائے ہیں کہ دعا کے قبول ہونے کی شرط کلی یہ ہے کہ دعا کرنے والا گناہوں کے میل اور بوجھ اور اکل حرام سے بدن کو پاک کر کے پاک زبان سے دعا کرے اور نفس کو برے اوصاف اور برے اخلاق سے جو دعا کے راستہ کے رہزن ہیں پاکیزہ کرنا چاہیئے تفسیر کشاف میں تحت قولہ تعالیٰ جب کہ پکارا اپنے رب کو پوشیدہ پکارنا کے کے معنی یہ لکھا ہے کہ دعا کیا اپنے رب سے پوشیدہ دعا کرنا جیسا کہ آپ اس پر مامور تھے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دعا کرو اپنے رب سے عاجزی سے اور پوشیدہ طور پر اور یہی دعا ریا سے زیادہ دور ہوتی ہے اور صفائی سے زیادہ قریب ہوتی ہے اور مدارک میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ پوشیدہ دعا کرنا اولیٰ ہے کیونکہ وہ ریا سے زیادہ دور ہے اور اخلاص میں زیادہ داخل ہے۔اور تفسیر لباب التاویل میں تحت قولہ تعالیٰ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لئے قبول کرتا ہوں لکھا ہے کہ اگر تم یہ کہوں کہ کس طرح اللہ نے فرمایا کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لئے قبول کرتا ہوں حالانکہ انسان بہت دعا کرتا ہے اور اس کی دعاء قبول نہیں ہوتی تو میں کہتا ہوں کہ دعا کے لئے کئی شرطیں ہیں منجملہ ان کے ایک شرط اخلاص سے دعاء کرنا ہے اور اخلاص سے دعا کے معنی یہ ہیں کہ نہ دعا کرے اس حال میں کہ اس کا دل مشغول ہو دعا کے سوائے کسی اور چیز میں اور یہ کہ دعا میں انسان کی بہتری ہو اور یہ کہ اس دعاء میں قطع رحم[1] نہو پس جب دعا ان شرطوں کیساتھ ہوگی تو سزاوار مقبولیت ہوگی پس اب اللہ چاہے تو اس دعا کی قبولیت کو جلدی ظاہر کرے یا یہ کہ اس کے لئے ذخیرہ

---

[1] قطع رحم یعنے قرابتداری منقطع ہونے کی دعا نہو۔

آخرت بنادے۔اس بات پر دلالت کرتی ہے وہ روایت جو ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہیں ہے کوئی آدمی جو دعا کرتا ہو اللہ سے کوئی دعا مگر اس کی دعا مقبول ہو جاتی ہے پس یا تو دنیا میں اس کی مقبولیت جلدی ہو جاتی ہے یا اس کے لئے ذخیرۂ آخرت بن جاتی ہے یا اس کی دُعا کے موافق اس کے گناہوں کا کفارہ بنجاتی ہے جب تک کہ وہ گناہ یا قطع رحم یا عجلت کی دعا نہ ہو صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ استعجال کی دعا کیسی ہوتی ہے تو فرمایا کہتا ہے بندہ میں پکارا اپنے رب کو پس اس نے قبول نہیں کیا شرح مشکوٰۃ میں سجدہ کے باب میں لکھا ہے کہ ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول ﷺ نے کہ بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتا ہے اس حال میں کہ وہ سجدہ میں ہو پس زیادہ کرو تم دعا کو۔اور آنحضرت ﷺ سے مروی ہے لیکن سجدہ کی کوشش کرو تم دعا میں پس سزاوار ہے قبول کی جائے وہ دعا تمہارے لئے بہ سبب حاصل ہونے قرب کے بہ سبب قول اللہ کے کہ بیشک میں قریب ہوں قبول کرتا ہوں دعا کرنے والے کی دعا کو جبکہ وہ مجھ سے دعاء کرے روایت کی ہے اس کی مسلم نے جان کہ دعا دو قسم پر ہے دعاء ثناو تمجید و تکبیر و تقدیس کہ پکارتا ہے بندہ اپنے رب کو اور پاکی بیان کرتا ہے اس کی حمد کے ساتھ اور درگاہ عزت کی تعریف کرتا ہے اور دوسری دعا دعاء طلب و سوال ہے کہ پکارتا ہے بندہ اپنے رب کو حاجتوں کے طلب کرنے اور درگاہ رحمت وعطا سے مقاصد حاصل کرنے کیلئے۔اور علماء نے کہا ہے کہ مدح و ثنا حضرت کریم وہاب میں حقیقت میں طلب اور سوال ہے اور جس دعاء کو زیادہ کرنے کا حکم فرمایا وہ دونوں قسموں پر شامل ہے لیکن کہتے ہیں کہ بندہ کو چاہیئے کہ اس حالت میں مخلص رہے تعظیم اور ذکر خدا میں تا کہ حکم ہذا جس کو میرا ذکر باز رکھا میرے سے مانگنے سے تو میں اسکو دیتا ہوں افضل اس سے جو دیتا ہوں مانگنے والوں کو سے فائز ہوئے انتہیٰ اور تمام تعریف اللہ کے لئے ہے اس کی سرفرازی پر ہے اے برادر اب انصاف کے طریق سے تمام دلیلوں کو جو پوشیدہ دعاؤں کی فضیلتوں پر دلالت کرتی ہیں نظر کر کہ پوشیدہ دعا کی افضلیت اور اخلاص کی طرف اس کا قرب اور اس کی دوری ریا سے اور ثنا کلام ربّانی سے اور اس کا وجوب آیات قرآنی سے اور رسول رحمانی کی حدیث سے بحالت سجدہ اس کی قبولیت اور اجماع حقانی کے اس پر اتفاق سے ثابت اور متحقق ہو گیا جیسا کہ مذکور ہوا اور حضرت مہدیؑ کی قوم بموجب ان تمام احکام مذکورہ کے عمل کرتی ہے اب اس پوشیدہ دعا میں ان کی پیروی کرنا واجب ہے یا ان کے حق میں طعن کرنا لازم ہے اور ایسے مخلص متقی مومن دعا کرنے والوں کو کس طرح کہنا چاہیئے کہ دعا نہیں کرتے اے برادر اگر مہدی علیہ السلام کی قوم سجدہ میں دعا نہ کرتی اور فرایض الٰہی کے بعد اپنے تمام اوقات کو ذکر خدا کے استغراق میں صرف کرتی تو تب بھی اس پر طعن کرنا لازم نہ آتا چنانچہ دوست یزدانی حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز نے اپنی ملفوظات کے ایکانوی ملفوظ میں فرمایا ہے کہ دعا کو ترک کرنا عالیت ہے اور دعا میں مشغول ہونا رخصت ہے کیونکہ رسولؐ نے اللہ تعالیٰ سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جس کو میرا ذکر مجھ سے مانگنے سے باز رکھے تو میں دیتا ہوں اس کو

افضل اس سے جو دیتا ہوں مانگنے والوں کو اے برادر تو یقین سے جانتا ہے کہ مہدی علیہ السلام کی قوم نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھتی ہے اور امام زاہد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ تمام قرآن میں استعانت توفیق اللہ کی مہربانی کی طلبگاری اور اطاعت کی توفیق اور گناہ سے معافی مانگنے کا بیان ہے یہ سب ایاک نستعین کے معنی کے تحت آجاتے ہیں اور جو کچھ تمام قرآن میں ہدایت ورشد واسلام پر ثابت قدمی کو چاہیئے اور دعا وعاجزی وزاری و سوال کرنے کا بیان ہے یہ سب اھدنا الصراط المستقیم کے معنی کے تحت آجاتے ہیں پس تفسیر آیات قرآنی کے موافق جو شخص کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے اس کے متعلق کہہ سکتے ہیں کہ جتنی دعائیں قرآن شریف میں ہیں ان سب کو ادا کردیا اور پڑھ لیا اور اس پر طعن لازم نہیں آتا ہے تو پھر کس طرح طعن لازم آئے گا مہدیؑ کی قوم پر جو سورۂ فاتحہ ہر رکعت میں پڑھتے ہیں اور نماز پوری ہونے سے پہلے دعا ماثورہ و درود کے بعد اور سلام سے پہلے پڑھتے ہیں اور تحیۃ الوضو کے دو رکعت خلوت میں ادا کرنے کے بعد سجدہ میں جاکر مناجات اور دعائیں جو آئیتوں اور حدیثوں سے ثابت ہوئی ہیں راز و نیاز کے طریقہ پر اپنے خالق سے کرتے ہین پس محض دعا میں ہاتھ نہ اٹھانے کی وجہ سے مہدویوں پر کس طرح طعن لازم آئے گا اور ان کو کس طرح کہہ سکیں گے کہ دعا نہیں کرتے باوجود اس کے کہ مشکوٰۃ میں باب استسقاء میں حدیث آئی ہے کہ پیغمبر ﷺ کسی دعا میں اپنے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے سوائے طلب باراں کے اور وہ حدیث[1] یہ ہے کہ انسؓ سے مروی ہے کہا رسول ﷺ اپنی کسی دعا میں اپنے دونوں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے سوائے استسقا کے اور کنز الدقایق میں بیان دخول فی الصّلواۃ میں کہا ہے کہ نہ اٹھاوے مسلمان اپنے دونوں ہاتھوں کو مگر فقعس صمعج میں ف سے مراد تکبیر افتتاح میں ہاتھ اٹھانا ق سے مراد قنوت میں ہاتھ اٹھانا ع سے مراد عیدین میں ہاتھ اٹھانا س سے مراد حجر اسود کو بوسہ دینے کے وقت ہاتھ اٹھانا ص سے مراد صفا کے پاس اور م سے مراد مروا کے پاس ہاتھ اٹھانا دوسری ع سے مراد عرفات میں ہاتھ اٹھانا اور ج سے مراد جمرین اولی وسطیٰ کے پاس ہاتھ اٹھانا بہ سبب فرمان رسول ﷺ کے کہ نہ اٹھائے جائیں ہاتھ مگر آٹھ مقاموں میں پس بحمد للہ وحسن توفیقہ آیات قرآن احادیث رسولؐ تفاسیر اور فقہ سے ثبوت پایا ہے کہ مہدی علیہ السلام کی قوم تحیۃ الوضو کے دو رکعت خلوت میں بجالا کر سجدہ میں بطریق پوشیدگی وراز و نیاز کے اپنے خالق سے جو دعا کرتے ہیں ان کا یہ عمل افضل اور اعلیٰ اور زیادہ احتیاط والا اور زیادہ اخلاص والا اور احسن ہے اور ہر نماز کے بعد دعا میں ان کے ہاتھ نہ اٹھانے پر جو لوگ طعن کرتے ہیں اپنی نادانی کے سبب کرتے ہیں ان دلیلوں سے جو مذکور ہوئیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی ہدایت کرے حق اور صفا کی طرف اور ان کو خطا اور پردوں سے نکالے اور اگر کوئی ایسا کہتا ہے کہ دعا کا طریقہ دو قسم پر ہے ایک پوشیدہ اور دوسرا اعلانیہ اور پوشیدہ طریقہ افضل ہے جیسا کہ مذکورہ بیان سے

---

[1] اس حدیث شریف کی روایت حاکم بیہقی اور طبرانی نے کی ہے (ملاحظہ ہو احسن المسائل ترجمہ کنز الدقایق مطبوعہ مطبع علوی لکھنو صفحہ ۳۷)۔

سمجھ میں آچکا ان دونوں میں سے کسی ایک پر طعن نہیں کیا جائے گا ایسا قول سزاوار ہے اور ان دلائل میں تدبر و تفکر اور حق کو قبول کرنے کے لئے محض فضلِ الٰہی درکار ہے اور اللہ ہی بہتری کو زیادہ جاننے والا اور اسی کی طرف لوٹنا ہے لیکن عوام الناس جو کہتے ہیں کہ مہدوی نوافل نہیں پڑھتے ظاہر ہے کہ اس قول کے کہنے والے سنت و جماعت کے اتفاق سے محض بیخبر ہیں اس لئے کہ اگر یہ لوگ سنت و جماعت کے اتفاق سے آگاہ ہوتے تو ہر گز نوافل کے نہ ظاہر کرنے پر جو ایک مستحب فعل ہے طعن نہ کرتے کیونکہ شریعت محمدیؐ میں تارک نوافل پر کچھ بھی لازم نہیں آتا چنانچہ شرح کیدانی میں کہا ہے مستحب وہ فعل ہے جس کو نبیؐ نے ایک دفعہ کیا اور دوسری دفعہ چھوڑ دیا اور سلف یعنے صحابہ تابعین اور اصحاب مذاہب اربعہ رضی اللہ عنہم نے اس کو پسند کیا اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس فعل کے کرنے میں ثواب ہے اور اسکے چھوڑنے میں عذاب نہیں دوسری دلیل سنئے کہ شریعت میں تارک نوافل قابل ملامت نہیں ہوتا ہے چنانچہ کشاف میں قولہ تعالیٰ فویل للمصلین الخ (پس ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لئے جو ریاکاری کرتے ہیں) کے تحت مفسر نے کہا ہے کہ نہیں ہوتا ہے مرد ریاکار کسی نیک کام کے اظہار میں اگر وہ فرض ہے فرایض کا حق یہ ہے اس کا اعلان اور تشہیر ہو کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فرایض میں غمّہ (پوشیدگی) نہیں ہے کیونکہ اس میں اسلام اور شعائر دین کا اعلان ہے اور اس وجہ سے بھی کہ فرائض کا تارک مذمت اور کراہت کا مستوجب ہوتا ہے اس لئے اس کے اظہار سے تہمت کو دور کرنا واجب ہے اور اگر نفل ہے تو اس کا حق یہ ہے کہ پوشیدہ رکھا جائے کیونکہ نفل کا چھوڑنا نہ اہلِ ملامت ہے اور نہ باعث تہمت اور بعض سے یہ روایت آئی ہے ایک آدمی نے مسجد میں شکر کا سجدہ دیر تک کیا تو ایک شخص نے کہا اگر یہ سجدہ تیرے گھر میں ہوتا تو کیا اچھا ہوتا یہ اس وجہ سے کہا اس سجدہ میں اس شخص کو ریا اور مکر کی بو آئی اس لئے کہ ریا سے پرہیز کرنا بہت مشکل ہے سوائے ان کے جو اخلاص کے ساتھ ریاضت کرتے ہیں اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کالی کمل پر اندھیری رات میں چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ریا آتی ہے۔ اے برادران تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ فرض نماز کے بعد یا فرض نماز سے پہلے نفل کی نماز پڑھنا نہ فرض ہے نہ واجب ہے اور نہ سنت ہے بلکہ مستحب ہے اور مستحب کا حکم یہ ہے کہ اس کے ادا کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اور نہ ادا کرنے والے پر عذاب نہیں ہوتا اور وہ اللہ کے پاس ماخوذ اور قابل ملامت نہیں ہوتا پس یقین ہو گیا کہ مہدوی نوافل نہ پڑھنے پر نادان لوگوں کا طعن سراسر بیجا اور طعن کرنے والوں کی نادانی کے سبب سے ہے بلکہ وہ اہل سنت و جماعت کے اتفاق سے بے خبر ہیں اب جانئے کہ مہدی علیہ السلام کی قوم خاتم ولایت محمدیؐ یعنے مہدیؑ کے حکم کی تابع ہے اور اس خاتم ولایت محمدیؐ نے ان کو عبادت کے بارے میں محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اخلاص کا حکم فرمایا ہے اسی لئے ان کو رات کی نماز مانند تہجد اور آدھی رات میں دو رکعتوں کا حکم کیا ہے بہ سبب اس نماز کی فضیلت اور اس کے درجہ کی بلندی کے اللہ کے پاس اور بہ سبب حاصل ہونے اخلاص کے اس میں اور

بسبب محفوظ رہنے کے ریا کاری سے۔اب رہے تمام فرایض واجبات اور سنن جو شعار اسلام ہے ظاہر میں جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔اب پوشیدہ نوافل کے فضائل سینئے جیسا کہ پوشیدہ دعا کے فضائل سن چکے جامع الصغیر میں ابن عمرؓ سے روایت سے نبی علیہ السلام کی یہ ہے کہ فرمایا فرض نماز کے بعد افضل نماز آدھی رات میں ہے نیز جامع الصغیر میں نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ افضل نماز مرد کی اس کے گھر میں ہے سوائے فرض نماز کے نیز جامع الصغیر میں نبی علیہ السلام کی روایت سے ہے دو رکعتیں جن کو پڑھتا ہے آدم کا بیٹا اخیر رات درمیان بہتر ہیں اس کے لئے دنیا اور مافیہا سے اگر مجھے اپنی اُمت پر شاق گذرنے کا اندیشہ نہوتا تو میں اس نماز کو فرض کر دیتا۔نیز جامع الصغیر میں نبی علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ نماز پڑھو تم اے لوگو اپنے گھروں میں ہوتی ہے سوائے فرض نماز کے نیز جامع الصغیر میں ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ مرد کی نفل نماز ایسے مقام پر کہ اس کو لوگ نہ دیکھیں اس کے ان پچیس نمازوں کے برابر ہوتی ہے جو لوگوں کے سامنے ادا کرتا ہے اور یہ جامع صغیر حدیث کی معتبر کتاب ہے جس کو جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے تالیف کیا ہے اور جمع کیا ہے ابواللیث کی تنبیہ میں جو عربی زبان میں ہے باب حج کے آخر میں لکھا ہے کہ روایت کی عطا نے ابن عمرؓ سے اور اور وہ روایت کرتے ہیں نبی علیہ السلام سے کہ فرمایا ایک نماز میری اس مسجد میں افضل ہے ان دس ہزار نمازوں سے جو اس مسجد کے سوائے دوسرے مقام میں پڑھی گئی ہوں سوائے مسجد حرام یعنے کعبہ کی مسجد کے اور ایک نماز کعبہ کی مسجد میں افضل ہے ان ایک لاکھ نمازوں سے جو اس کے غیر مقام میں پڑھی گئی ہوں اور ایک نماز فی سبیل اللہ افضل ہے دو لاکھ نمازوں سے پھر فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ اے ابن عمر کیا میں نہ بتاؤں تجھے ایسی نماز جو اس سے بھی افضل ہو ایک مرد اٹھا رات کی تاریکی میں پس وضو کیا اچھی طرح سے اور پڑھا دو رکعتیں کہ ارادہ کرتا ہے ان سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا۔اے برادر تو نے سن لیا رات کے دو رکعتوں کی فضیلت جو تمام نوافل کا خلاصہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مہدیؑ کی قوم رات کے قیام اور تہجد کی نماز اور ان دو رکعتوں کی پابندی کرتے ہیں اور صدقہ سے اس صاحب اخلاص اور تابع خاص (مہدیؑ) کے ان فضیلتوں اور بزرگیوں کو پہنچتے ہیں اگر چہ کہ برا مانیں جاہل مخالفین نیز احیاء العلوم میں ریا کے علاج کے باب میں امام محمد غزالیؒ فرماتے ہیں لیکن علمی دوا یہ ہے کہ دروازے بند کر کے پوشیدہ عبادتوں کا نفس کو خوگر بنائے جیسا کہ بدکاری کے لئے دروازے بند کئے جاتے ہیں پس ریا کاری کی دوا عبادت کو پوشیدہ کرنے کے مانند کوئی اور نہیں ہے۔نیز احیاء العلوم میں ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم میں کا کوئی آدمی نفل روزہ رکھے تو چاہیئے کہ اپنے سر اور داڑھی کو تیل لگائے اور اپنے دونوں ہونٹوں کو پونچ لے تا کہ لوگ نہ سمجھیں کہ وہ روزہ دار ہے اور جب اپنے سیدھے ہاتھ سے کسی کو کچھ دے تو اپنے بائیں ہاتھ سے چھپائے اور جب نماز پڑھے تو چاہیئے کہ اپنے دروازہ کے پردہ کو چھوڑ دے۔نیز احیاء العلوم میں ہے عمل مندوب کا ظاہر کرنا قول اور فعل سے جائز نہیں مگر وہ آدمی جس کو پیشوائی کا مرتبہ حاصل ہے پیشوائی کی نیت سے اپنے

مقتدیوں کے سامنے ظاہر کرسکتا ہے اور وہ شخص ایسا ہو کہ مشہور عالم ہو اور تمام لوگ اس کی پیروی کرتے ہوں اور جو شخص اس مرتبہ پر نہو اگر وہ ظاہر کرتا ہے تو یہ سمجھو کہ وہ اپنے عمل کی شان ظاہر کرنے کی شہوت رکھتا ہے اور پیشوائی کا ہوس مند ہے یہی حال ہے ان تمام لوگوں کا جو اپنے اعمال کو ظاہر کرتے ہیں سوائے ان مخلص لوگوں کے جن کو اپنے نفس پر قوت حاصل ہے اور ایسے لوگ تھوڑے ہوتے ہیں پس نہیں چاہیئے کہ وہ آدمی جس کے نفس میں ضعف ہے اپنے آپ کو عمل ظاہر کر کے دھوکے میں ڈالے اور ایسی حالت میں گڑھے میں گرے کہ اس کو محسوس تک نہو اور طاعت خدا کو ظاہر کرنے کے لئے کوئی عذر نہیں ہے سواء اس ایک عذر کے جو مذکور ہوا۔ نیز احیاء العلوم میں امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ پس چاہیئے کہ پرہیز کرے بندہ نفس کے دھوکے سے کیونکہ نفس بڑا دھوکہ باز ہے اور دل پر جاہ غالب ہے اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ظاہری اعمال آفتوں سے محفوظ رہیں پس نہیں سزاوار ہے کہ ہٹ سلامتی کی راہ سے ذرا بھی اور سلامتی پوشیدہ رکھنے میں ہے اور اعمال کے ظاہر کرنے میں ایسے ایسے خطرے ہیں کہ ہمارے جیسے لوگ ان پر قوت نہیں رکھتے پس اعمال کو ظاہر کرنے سے پرہیز کرنا ہم پر اور ہم جیسے کمزوروں پر ضروری ہے انتہی افسوس یہ امام محمد غزالیؒ اُن پر خدا کی رحمت جو احیاء علوم الدین کے مصنف ہیں اپنے کمال علم اور جمال عمل اور علو مرتبت و عظمت شان اور امام حجۃ الاسلام کے لقب کے ساتھ مشہور ہونے کے باوجود کہتے ہیں کہ عمل مندوب کے ظاہر کرنے میں ایسی آفتیں ہیں کہ ہم ان سے بچ نہیں سکتے اور ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم عمل کو ظاہر کرنے سے پرہیز کریں۔ پس بتاؤ کہ اس زمانہ میں وہ کونسا شخص ہے جو اپنے اعمال مندوبہ کو ظاہر کرتا ہو اور آفتوں سے بچا رہتا ہو پس تو ان باتوں کو سمجھ اور انصاف کر اور نفس کے دھوکے کے موافق عمل مت کر اور کسی ایسے عمل کو ظاہر مت کر جس کا ظاہر کرنا تجھ پر نہ فرض ہے نہ واجب ہے نہ سنت ہے نہ مندوب ہے بلکہ اس کا پوشیدہ رکھنا اولی اور مبنی بر احتیاط اور آفتوں سے محفوظ رکھنے والا ہے بلکہ مذکورہ دلائل و فضائل کے اعتبار کرتے اس کو پوشیدہ رکھنا ہی تجھ پر زیادہ واجب ہے اور کیمیائی سعادت میں باب ریا میں فرمائے ہیں کہ سالک اپنے دل کو دیکھتا رہے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ریا کی خواہش دل کے باطن میں چھپی رہتی ہے اور مقتدا ہونے کا عذر کر کے دوسروں پر ظاہر کرنے کے لیئے آمادہ کرتی ہے تاکہ ہلاک ہو جائے اس کی مثال جب کوئی شخص ضعیف ہو کہ خود تیرنا نہ جانتا ہو اور ڈوب رہا ہو اور دوسروں کا ہاتھ پکڑ لیوے تو دونوں مل کر ہلاک ہو جاتے ہیں اور اس کی مثال جب کوئی شخص قوی اور مخلص ہوتا ہے کہ فن تیراکی کا استاد ہوتا ہے تو خود پانی سے عبور کر جاتا ہے اور دوسروں کو بھی اپنے ساتھ لیجاتا ہے یہ درجہ انبیاءؑ اور اولیاءؒ کا ہے نہیں چاہیئے کہ کوئی شخص اس پر دھوکا کھائے اور جو عبادت کہ چھپائے رکھنے کی ہے اسکو چھپائے رکھے۔ نیز کیمیای سعادت میں فرمائے ہیں کہ ظاہر نہ کرے عبادت کو جب تک کہ مخلوق کا سراہنا اور برا بولنا اور مخلوق کا رد کرنا اور قبول کرنا اس کے نزدیک دونوں برابر ہوں۔ اے برادر اب انصاف کر اور اپنے باطن کو حسد اور حق پوشی سے

صاف کراور بول کہ تو کونسے درجہ میں ہے اگر تو انبیاءؑ کے درجہ کو پہنچ گیا ہے اور مخلوق کا سرہنا اور برابولنا اور قبول کرنا اور رد کرنا تیرے نزدیک برابر ہوگئے ہیں تو نوافل کو ظاہر میں پڑہنا تیرے لئے نقصان نہیں رکھا ہے اور تو ثواب پائے گا اور اگر تو اس مرتبہ پرنہیں پہنچا ہے تو یقین کرلے کہ نفس کا فریب اور شیطان کا مکر ہے یہ دونوں تجھے ریا (دکھاوے) میں ڈالدیئے ہیں اور یہ بات تیری ہلاکت کا باعث ہے چنانچہ کیمیای سعادت سے معلوم ہوگیا اور عجب تر بات یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کا اتفاق بھی تجھے معلوم ہوگیا کہ نوافل کا ظاہر کرنا بلکہ ان کا پڑھنا نہ فرض ہے نہ واجب ہے نہ سنت ہے نہ ان کا تارک ملامت کے قابل ہے نہ قابل عذاب پس میں نہیں جانتا کہ پھر کس سبب سے تو اپنے آپ کو اس مہلکہ میں ڈال رہا ہے اور اس قوم مہدیؑ پر جن کو حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان مقامات ہلاکت سے بچالیا ہے اخلاص عمل اور افضلیت عمل عطا کیا ہے اور تو طعنے مار رہا ہے خدا تیری توبہ قبول کرے اور ان تمام لوگوں کی توبہ قبول کرے جو صراط مستقیم (خدا کی طلب ومحبت کی راہ) سے بھٹک گئے ہیں اور ایک دوسری دلیل سنئے کہ محبوب ربانی حضرت عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز کیا فرماتے ہین ملفوظ ششم کے آخر میں فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے اعمال مخلوق کے سامنے ظاہر کئے تو اس کے لئے کوئی عمل نہیں ہے عمل ہوتا ہے خلوتوں میں نہیں ظاہر ہوتا ہے جلوتوں میں سوائے فرائض واجبات اور سنن کے کا ظاہر کرنا ضروری ہے پس جس وقت کہ ولی کامل نوافل کے ظاہر کرنے کو منع کرتے ہیں اور مخفی کرنے والا اس قدر ثواب پاتا ہے کہ شمار میں نہیں آتا جیسا کہ اس کا ذکر گزرا پس ظاہر کرنا کا باعث کیا ہے جان اے برادر کہ مہدی علیہ السلام خاتم ولایت محمدی ﷺ ہیں اور ولایت امر باطنی ہے پس مہدیؑ اسی بات کے لئے محض مخلوق کے باطن کو صاف کرنے کی دعوت کیلئے مبعوث ہوئے ہیں اور اسی لئے اپنی قوم کو پوشیدہ دعا کرنے کا حکم کئے ہیں اور تمام مندوب اعمال کو چھپانے کا حکم کئے ہیں اور اخلاص کی تاکید کئے ہیں۔ نیز ہدایت السلوک میں ہے کہ نبی ﷺ نے علیؓ سے فرمایا کہ اے علی کونسی چیز تیرے پاس زیادہ محبوب ہے چھ ہزار بکریاں یا چھ ہزار دینار، یا چھ کلمات جامعہ تو کہا علیؓ نے کہ مجھے چھ کلمات محبوب ہیں نبی ﷺ نے فرمایا جب لوگ مشغول ہوں نفل عبادتوں میں تو تو مشغول ہو فرایض کو کامل کرنے میں اور لوگ مشغول ہوں عمل کی زیادتی میں تو تُو مشغول ہو عمل کے اخلاص میں اور لوگ مشغول ہوں دنیا کی عمارت میں تو تو مشغول ہو اپنے باطن کے سنوارنے میں اور لوگ مشغول ہو لوگوں کی عیب جوئی میں تو تو مشغول ہو اپنے نفس کے عیبوں میں اور لوگ مشغول ہوں مخلوق کی خوشنودی میں تو تو مشغول ہو خالق کی خوشنودی میں پس اس تمام تحریر سے معلوم اور ثابت اور یقینی ہوگیا کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی قوم تمام دینی امور میں احتیاط عالیت احسن افضل اور اولیٰ پر عمل کرتی ہے چنانچہ ان دلائل سے معلوم ہوگیا اسی پر ان کی تمام عبادتوں اور اوران کے تمام معاملوں کا قیاس کر اور ان کے مدعاء کی سچائی کا یقین کر اور اگر تو کہتا ہے کہ اتنے دلائل اور فضائل اول رسالہ سے آخر تک مہدیؑ اور آپؑ کی قوم کے مدعا

کی سچائی پر ظاہر ہو چکے تو پس مقام تعجب ہے اس شخص پر جو اتنے دلائل حق کے معلوم ہوں اور انکار کرے اور جان بوجھ کر حق پوشی کرے۔ اے برادر حسد اور مال و جاہ کی محبت ایسے رہزن ہیں کہ جس کے اندر گھس جاتے ہیں تو وہ شخص یقیناً جان بوجھ کر حق سے انکار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسی بات کے متعلق قرآن مجید میں اکثر مقامات میں خبر دیتا ہے کہ لوگ حق معلوم ہونے کے بعد جان بوجھ کر اختلاف اور انکار پر اڑ گئے بلکہ دوسروں کو بھی باطل کی طرف بلاتے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ چاہتے ہیں بہت سے اہل کتاب کہ تم کو پھر کر مسلمان ہوئے پیچھے کافر بنا دیں دلی حسد کی وجہ سے اس کے بعد کہ ظاہر ہو چکا انکے لئے حق۔ آمنا وصدقنا۔ چنانچہ مہدیؑ اور آپؑ کی دعوت کے بارے میں آپؑ کی تصدیق کو چھوڑنے اور لوگوں کو راہ حق سے روکنے میں مخالفین کا حال بعنیہ ایسا ہی ہے، اور چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر بھیج دیئے اللہ نے پیغمبر خوشی سنانے والے اور ڈرانے والے اور اتاریں انکے ساتھ سچی کتابیں تاکہ اللہ فیصلہ کرے لوگوں میں جس بات میں جھگڑا کریں اور نہیں اختلاف کیا اس میں یعنی حق میں مگر انہی لوگوں نے جن کو کتاب منزل دی گئی اختلاف دور کرنے کے لئے اور وہ لوگ اختلاف میں پڑ گئے جبکہ اتارا اُن پر اللہ نے کتاب کو بعد اس کے کہ آئے ان کے پاس معجزات انکی سچائی پر ان کا یہ اختلاف انکے درمیان بغی کی وجہ سے تھا یعنے ان کے آپس کے حسد اور ظلم کی وجہ سے تھا بہ سبب انکے حریص ہونے دنیا کے اور بسبب انکی کمی انصاف کے اسی طرح تفسیر مدارک اور تفسیر تاویلات القرآن میں اس آیت کے تحت ہے مفسر نے کہا اور لیکن سفلی لوگ جنکی طبیعتوں میں باطل کی محبت مضبوط ہوگئی اور اور ان کے دلوں پر شک غالب اور منقش ہوگیا اور وہ دل اندھے ہوگئے اور انکے خواہش نفسانی کے غلبہ کی وجہ سے ان کی صلاحیت زائل ہو چکی خلاف اور دشمنی میں پڑتے ہی گئے پس گویا کہ یہ لوگ باہم مختلف نہیں ہوئے مگر ان کے پاس اس کتاب کے بھیجنے کے وقت کہ وہ حق اور دوستی کے ظہور کا سبب تھی یہ بات آپس کے حسد سے تھی اور خواہش نفسانی کے غلبہ سے اور ان کے دلوں پر پردے پڑنے کی وجہ سے پیدا ہوئی اور لیکن علوی (موحد) جو اصلی صفائی اور استعداد اول پر باقی رہا اللہ نے ان کو حق کی ہدایت کی اور ان کا اختلاف زائل ہو چکا اور وہ سیدھی راہ پر چلے اور تفسیر لباب التاویل میں سورۂ جاثیہ میں تحت قولہ تعالیٰ فما اختلفو الایۃ (پس انہوں نے اختلاف نہیں کیا مگر بعد اسکے کہ آیا ان کے پاس علم) یہ لکھا ہے کہ معنے اسکے یہ ہیں کہ تعجب ہے انکے حال پر اور یہ اس واسطے کہ علم کا حصول اختلاف کو دور کرنے کا سبب ہوتا ہے اور یہاں علم کا آنا اختلاف کے حصول کا سبب بنا اور یہ اس وجہ سے کہ علم سے ان کا مقصود نفس علم نہ تھا اور صرف ان کا مقصود علم سے ریاست طلب کرنا اور پیشوائی حاصل کرنا تھا پھر انہوں نے جب علم حاصل کیا تو آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہوگئے۔ اور کشمکش حسد اور اختلاف کو ظاہر کیا اس معنی دلائل قرآن اور اسلامی کتب میں بہت ہیں اور کاتب کا مقصود اختصار ہے اور تمام تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اس بات پر کہ اس نے ہم کو اپنی ذات مقدس پر اور اپنے فرشتوں اور اپنی کتابوں

اور اپنے پیغمبروں اور یوم آخر اور اللہ تعالیٰ سے خیر و شر کی تقدیر اور مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان لانے اور تمام اولیاءؒ کی ولایت کے اقرار کے انعام سے سرفراز کیا پھر اللہ تعالیٰ نے ہم کو اپنی کامل نعمتوں سے سرفراز کیا بہ سبب اس کے کہ اس نے ہم کو مہدیِ موعودؑ بن سید عبداللہ بن سید عثمان بن سید خضر بن سید موسیٰ بن سید قاسم بن سید نجم الدین بن سید اسمٰعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن علی رضی اللہ عنہم اجمعین کی تصدیق کی توفیق عطا فرمائی اور درود نازل کرے اللہ اپنے خیر خلق محمد اور آپ کی آل اور آپ کے تمام اصحاب پر تمام ہوا رسالہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے حسن توفیق سے اور تمام تعریف اللہ کیلئے جو عالمین کا رب ہے۔

المرقوم ۲۷/ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ

محمد انعام الرحیم خاں مہدوی اعزازی منتظم

دارالاشاعت کتب سلف الصالحین جمعیۃ مہدویہ، ہند

دائرہ مشیر آباد، حیدرآباد دکن